بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاڑھی اور مونچھ بنانے کے آداب واحکام

از

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی

(استاذ حدیث وصدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد)

فون:09392298508

ای میل:mjqasmi74@gmail.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ

نام کتاب : ڈاڑھی اور مونچھ بنانے کے آداب واحکام

مؤلف کتاب : مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی

(استاد حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد)

صفحات : 58

قیمت : 40روپے

کمپیوٹر کتابت : مفتی محمد عبد اللہ سلیمان مظاہری

تزئین وسیٹنگ : قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:9704172672

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور

(۲) ہندوستان پیپر ایمپوریم حیدرآباد

(۳) حافظ عبد الرحمن بیت العلم محلہ شمالی کومئی ڈاکخانہ ناڑی ضلع دربھنگہ (بہار)

فون:06305248704

(۴) قبا گرافکس، قبا کالونی، شاہین نگر، حیدرآباد، فون:09704172672

فہرست عناوین

✿ عرض مرتب	٦
◆ **ڈاڑھی بڑھانا**	١١
○ احادیث میں ڈاڑھی کی تاکید	١١
○ ڈاڑھی کے متعلق احادیث میں واردشدہ الفاظ	١٣
○ حضور ﷺ کی ڈاڑھی	١٤
○ صحابہ ﷺ کی ڈاڑھی	١٥
○ اسلاف میں ڈاڑھی کی قدر و قیمت	١٥
○ ڈاڑھی رکھنے کی حکمت	١٦
○ ڈاڑھی رکھنے کے طبی فوائد	١٨
○ ڈاڑھی کی مقدار	١٩
○ ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کی شرعی حیثیت	٢٢
○ یکمشت سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا طریقہ	٢٢
○ ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے کا حکم	٢٣
○ ڈاڑھی منڈانا	٢٤
○ ڈاڑھی منڈانے کے نقصانات	٢٧

○ ڈاڑھی کی حد بندی ۲۸
○ ڈاڑھی بچہ کا حکم ۳۰
○ ڈاڑھی بچہ کے اغل بغل کے بال ۳۰
◆ **ڈاڑھی سے متعلق بعض اور مسائل** ۳۲
○ ڈاڑھی کا اکرام ۳۲
○ ڈاڑھی میں تیل لگانے کا طریقہ ۳۳
○ ڈاڑھی میں کنگھا کرنے کا طریقہ ۳۳
○ ڈاڑھی کے سفید بال کا اکھاڑنا ۳۴
○ ڈاڑھی کو اندر گھسانا ۳۵
○ زینت کی خاطر ڈاڑھی بڑھانے کی کوشش کرنا ۳۶
○ ڈاڑھی اگنے کے لئے استرہ چلانا ۳۶
○ ڈاڑھی میں عطر لگانا ۳۷
○ نائی کا ڈاڑھی مونڈنا ۳۷
○ ڈاڑھی میں دس باتیں مکروہ ہیں ۳۸
○ ایک غلط خیال کی تردید ۳۹
○ ایک قابل غور بات ۳۹
◆ **مونچھ کترنا** ۴۱
○ مونچھ کترنے کے تعلق سے احادیث ۴۱
○ مونچھ کترنے کی شرعی حیثیت ۴۲
○ مونچھ کترنے کے فوائد ۴۲
○ مونچھوں کا مونڈنا ۴۳
○ مونچھ کا کترنا ۴۵
○ مونچھ کے کترنے کی حد ۴۵

○ مونچھ کترنے کا بہتر طریقہ ۴۶
○ طب جدید سے اس طریقے کی تائید ۴۷
○ اختلاف کی وجہ ۴۸
○ لب کے دونوں کناروں کا حکم ۴۹
○ لب کے دونوں کنارے کاٹنے کی حد ۵۱
○ مونچھ بنانے کا طریقہ ۵۲
○ مونچھ کتنے وقفہ سے بنائے؟ ۵۲
○ تاخیر کرنے کی آخری حد ۵۳
○ مونچھ بنانے میں دوسروں سے مدد لینا ۵۳
○ بال کو دفن کردے ۵۴
◆ مونچھ کے کچھ اور احکام ۵۵
○ وضو میں مونچھ کا دھونا ۵۵
○ مونچھ کا غسل میں دھونا ۵۶
○ وضو و غسل کے بعد مونچھ کاٹنا ۵۶
○ معتکف کا مونچھ بنانا ۵۷
○ قربانی کرنے والے کا مونچھ بنانا ۵۷
○ احرام کی حالت میں مونچھ بنانا ۵۸
○ میت کی مونچھ بنانا ۵۸

☆☆☆☆

عرض مرتب

اسلام میں زیب وزینت بھی مطلوب ہے، حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ''جمیل'' بھی ہے:

"إن اللہ جمیل یحب الجمال"(۱)

''اللہ تعالیٰ سراپا جمیل ہیں اور جمال کو پسند فرماتے ہیں''

اس حدیث سے جمال وزینت کے اختیار کرنے کا نہ صرف جواز بلکہ اس کی ترغیب بھی معلوم ہوتی ہے، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نعمتوں سے نوازتا ہے تو اس کے اوپر نعمت کے ظاہری آثار کو بھی دیکھنا چاہتا ہے''(۲)

ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا اور دل سے ان کی قدر کرنا باطنی جمال ہے، اور عمدہ کپڑے پہننا ظاہری جمال میں داخل ہے(۳) اور اسلام میں جمال کی یہ دونوں قسمیں مطلوب ہیں، علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اور قیمتی لباس پہننا صاحب حیثیت کے لئے بہتر اور پسندیدہ ہے(۴) نبی کریم ﷺ سے بھی ایک ہزار درہم کی چادر کا استعمال کرنا ثابت ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ چار سو دینار کی چادر استعمال فرماتے تھے، اور اپنے دوست واحباب کو بھی اس جیسی قیمتی چادر استعمال کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر خوارج (ایک فرقہ) کے پاس بھیجنے لگے تاکہ ان کے شکوک وشبہات کو

(۱) مسلم رقم الحدیث:۹۱، باب تحریم الکبر
(۲) المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث:۲۸۱، فضیل بن فضالة عن أبي رجاء الخ
(۳) الفوائد ۱/۱۸۴، فصل وقوله الی الحدیث ان اللہ جمیل الخ
(۴) روح المعانی:۴/۳۵۱، الأعراف:۳۲

دور کرسکیں تو حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے نہایت عمدہ لباس زیب تن کیا، اچھی قسم کی خوشبو لگائی، اور بہترین سواری پر سوار ہو کر ان کے یہاں پہونچے، ان لوگوں نے اپنی فطرت کے مطابق جب حضرت ابن عباس ﷺ کی موجودہ حالت پر اعتراض کیا تو انہوں نے آیت ذیل کی تلاوت فرمائی:

"قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده" (١)

"آپ فرمایئے کہ اللہ تعالی کے پیدا کئے ہوئے کپڑوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے...... کس شخص نے حرام کیا ہے؟"

(ترجمہ حکیم الامت)

مطلب یہ ہے کہ جن امور کی حرمت شرعاً ثابت نہ ہو، اور وہ جمال وزینت کے قبیل سے ہوں، تو ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور نہ اس پر کوئی پابندی ہے، البتہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان امور کے برتنے میں ریا، شہرت اور تکبر پیش نظر نہ ہو، ورنہ ان امور کی وجہ سے ان کا استعمال کرنا شرعاً ممنوع ہوگا، اور جو وعیدیں ریا، شہرت اور تکبر کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان سب کا وہ شخص مستحق ہوگا (٢) حضرت حسن ﷺ جب نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو عمدہ اور قیمتی لباس پہننے کا اہتمام فرماتے تھے، جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا! یہ خدا کے دربار میں حاضری کا وقت ہے، خدائے تعالی اور اس کے دربار (مسجد) کی عظمت کا تقاضا ہے کہ زیب وزینت والے لباس کو پہن کر حاضر ہوا جائے (٣) پھر فرمایا کہ خود باری تعالی کا ارشاد ہے:

"خذوا زينتكم عند كل مسجد" (٤)

"تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو" (ترجمہ حکیم الامت)

---

(١) الأعراف: ٣٢
(٢) روح المعانی: ٣٥١/٤، الأعراف: ٣٢
(٣) حوالہ سابق
(٤) الأعراف: ٣١

اس آیت کے ذیل میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”نماز کے وقت تجمل اورزیب وزینت کا اختیار کرنا شرعاً مسنون ہے“(۱) یہی وجہ ہے کہ بلا وجہ کھلے سر، کھلی کہنی اور کرتے کے بغیر صرف بنیان پہن کرنماز پڑھنے کوفقہاء مکروہ قرار دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ زینت صرف اچھااور قیمتی لباس پہننے ہی میں منحصر نہیں ہے، بلکہ سرمہ لگانا، سفید بالوں میں خضاب کرنا، جمعہ وعیدین میں اچھے کپڑے پہننے کے ساتھ خوشبواور تیل لگانا، اسی طرح ڈاڑھی اور سر کے بال کودرست کرنے کے لئے کنگھا کرنا بھی زینت میں داخل ہے، اورشرعاًپسندیدہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام ﷺ کی ایک جماعت آپ ﷺ کی زیارت کے لئے باہر منتظر تھی، آپ ﷺ ان حضرات کوشرف زیارت بخشنے سے پہلے دروازے پر موجود پیالے کے پانی کی مدد سے اپنے سر کے بال اور ڈاڑھی مبارک کودرست فرمانے لگے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! آپ تو خود بڑے حسین وجمیل ہیں، اورلوگ بھی آپ کوایسا ہی سمجھتے ہیں، پھر بالوں کی درستگی اوران میں کنگھا کرنے پر اتنی توجہ کیوں دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”إذا خرج الرجل إلی إخوانه فلیهئی من نفسه فإن الله یحب الجمال“(۲)

”جب کوئی آدمی اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنی شکل وصورت کودرست کرلیا کرے، کیونکہ اللہ تعالی جمال کو پسند کرتے ہیں“

یعنی کسی وفد سے ملاقات کرنی ہو، یا کسی مجلس میں بغرض شرکت جانے کا ارادہ ہوتو اچھی ہیئت کے ساتھ وہاں جانا چاہئے، تاکہ لوگ انس محسوس کریں، اور بدحالی کو دیکھ کرکبیدگی اوررنج میں مبتلا نہ ہوں، زینت ہی کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ زائداعضاء یازائدانگلی کوجسم سے جدا کردیا جائے، فقہاء اسے جائز قرار دیتے ہیں، گھر اور اس کے صحن کو صاف ستھرا رکھنا،

---

(۱) روح المعانی: ۳۴۸/۴، الأعراف:۳۱

(۲) أدب الاملاء والاستملاء للسمعانی ص:۳۲، فصل فی ادب المملی ینبغی للمحدث الخ

اوراشیاء کوقرینہ اورترتیب سے رکھنا، نیز گھر کوریشمی کپڑے اورسونے چاندی کے برتنوں سے سجانا بھی زینت میں داخل ہے(۱) زیور پہننے کی غرض سے عورتوں کے ناک اورکان کا چھیدنا اوران کا حالت احرام میں بھی ہرطرح کے کپڑے استعمال کرنا زینت ہی کے قبیل سے ہے، ان سب کواسلام نے جائز قرار دیا ہے، اسی کے ساتھ اسلام نے قابل زینت چیزوں کی خرید وفروخت کوبھی جائز قرار دیا ہے، دلہن کوسنوارنے اورانھیں آراستہ کرنے کیلئے کسی ماہرعورت کی خدمات بھی حاصل کرنے کی اجازت دی ہے، سامان زینت کوعاریت کے طور پر لینااوراسے استعمال کرنا بھی درست قرار دیا گیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے ایک سفر میں اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار بطور عاریت لے کر استعمال فرمایا تھا۔

ان امور پر غور کرنے سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ اسلام نے زیب وزینت کے تعلق سے ایک جامع نظام پیش کیا ہے، اس کے جائز حدود کی نشاندہی فرما کر اسے اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے، اوربعض وہ امور جنہیں زینت کے قبیل سے عرف ومعاشرہ میں اگرچہ شمار کیا جاتا ہے لیکن اسلام انہیں پسند نہیں کرتا ہے تو ان کی بھی واضح طور پر نشاندہی کردی گئی ہے، تاکہ لوگ ان سے بچتے رہیں، زیب وزینت سے متعلق آیات واحادیث کو سامنے رکھ کر فقہاء فرماتے ہیں کہ بعض حالات میں یہ واجب ومستحب ہوجاتی ہے، اوربعض حالات میں حرام ومکروہ قرار پاتی ہے، مثلاً جب کوئی مرد اپنی بیوی کو زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم دے تو اس عورت پر اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت اختیار کرنا واجب ہوجاتا ہے، اورجمعہ وعیدین میں اچھے کپڑے استعمال کرنا، خوشبو لگانا زینت کے قبیل سے ہے اورشرعاً مستحب ہے، اورکسی شخص کا زیب وزینت کی خاطر عورتوں کے رنگ اوراس کی ساخت کے مطابق لباس بنانا، یا خودعورت کا مردجیسا لباس استعمال کرنا شرعاً حرام ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث میں خدا کی لعنت برسنے کی وعید آئی ہے، یا مرد کا بغرض زینت ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی پہننا، یا کسی عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے زینت اختیار کرنا، شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ دس دن کے اندر اندر اسباب زینت کو برتنا

(۱) الفتاوی الهندیة: ۵/۳۳۴، الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة

اور محرم کا خوشبو لگانا یہ سب زینت میں داخل ہیں، لیکن اسلام نے ان تمام صورتوں کو حرام قرار دیا ہے، اور مردوں کے لئے زعفرانی رنگ کا کپڑا اور معصفر (یعنی عصفر میں رنگا ہوا کپڑا جو زرد رنگ کا ہوتا ہے) استعمال کرنا شرعاً مکروہ ہے،

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے زیب وزینت کے معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی کا راستہ اختیار کیا ہے، اس نے ایک طرف آرائش وزیبائش کے لئے غیر معمولی اور بے جا تکلف سے بھی منع کیا ہے، اور دوسری طرف ایک خاص حد میں اس کی اجازت بھی دی ہے، شریعت میں جائز امور زینت کی ایک لمبی فہرست ہے، جس کی تفصیل ایک رسالہ کی متقاضی ہے، اس لئے یہاں اس کی تفصیل میں جانے کے بجائے اتنا سمجھ لیا جائے کہ جائز امور زینت کے قبیل سے ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کترنا بھی ہیں، آئندہ صفحات میں اسی ترتیب سے ان کے احکام پیش کئے جا رہے ہیں۔

ڈاڑھی بڑھانا

امور زینت میں سے ڈاڑھی بڑھانا (اعفاء لحیہ) بھی ہے (۱) یہ اسلام کے اہم شعائر میں سے ہے (۲) شرافت وبزرگی کی علامت ہے، چھوٹے اور بڑے میں وجہ امتیاز ہے ،اسی سے مردانہ شکل کی تکمیل ہوتی ہے (۳) یہ وقار وزینت کی چیز ہے، اور آسمان پر فرشتے:

"سبحان من زين الرجال باللحى"

پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی کے ذریعہ زینت بخشی،

کے ذریعہ خدا کی تسبیح بیان کرتے ہیں (۴) ڈاڑھی رکھنا تمام انبیاء کرام کی سنت مستمرہ رہی ہے، حضور ﷺ کا دائمی عمل تھا، آپ ﷺ نے اسے امور فطرت میں سے قرار دیا ہے، اور امت کو اس کا تاکیدی حکم دیا ہے۔

احادیث میں ڈاڑھی کی تاکید

احادیث میں ڈاڑھی رکھنے کی بہت تاکید آئی ہے، حضرت ابن عمرؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى" (۵)

---

(۱) تکمله بحر: ۸/۷۷ ۳، فصل فی بیان مایلحق بدیة النفس
(۲) امداد الفتاوی ۴/ ۲۳۱ بالوں کے حلق وقصر اور خضاب وغیرہ کے احکام
(۳) إحياء العلوم: ۱/ ۱۴۴، النوع الثانی فیمایحدث فی البدن فی الاجزاء
(۴) تکمله بحر: ۸/۷۷ ۳، فصل فی بیان مایلحق بدیة النفس
(۵) مسلم رقم الحدیث: ۲۵۹، باب خصال الفطرة

''مونچھیں پست کرو اور ڈاڑھی بڑھاؤ''

ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خالفوا المشركين أحفوا الشوارب وأوفوا اللحى''(۱)

''مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں پست کرو اور ڈاڑھی بڑھاؤ''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

''جزوا الشوارب وأرخوا اللحى خالفوا المجوس''(۲)

''مونچھیں کٹاؤ، ڈاڑھی بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو''

اسی حدیث کی سند میں ابن ماہان سے ''ارخو'' کے بجائے ''ارجو'' منقول ہے، اس کا معنی بھی یہی ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھنے دو، اس میں تراش خراش نہ کرو، چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أنه وقع في رواية الأكثرين كما ذكرنا وأنه وقع عند ابن ماهان أرجوا بالجيم... ومعناه أتركوها ولا تتعرضوا لها بتغيير''(۳)

''اکثر راوی نے ''أرخوا اللحى'' (ڈاڑھی بڑھاؤ) ہی ذکر کیا ہے، لیکن ابن ماہان نامی راوی سے ''أرجو اللحى'' منقول ہے، اور اس کا معنی بھی یہی ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھنے دو، اس میں تراش خراش نہ کرو''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

خالفوا المشركين وفروا اللحى واحفوا الشوارب(۴)

---

(۱) مسلم رقم الحديث:۲۵۹، باب خصال الفطرة

(۲) مسلم رقم الحديث ۲۶۰، باب خصال الفطرة

(۳) نووی مع مسلم ۱۵۱/۳، باب الاستطابة

(۴) بخاری رقم الحديث:۵۸۹۲، باب تقليم الأظفار

''مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو''

ایک مرتبہ ایک مجوسی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا، جس نے ڈاڑھی منڈا رکھی تھی، اور مونچھیں بڑھائے ہوا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: یہ کیا بنا رکھا ہے؟ اس نے کہا میرے دین میں یہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دین میں تو یہ ہے کہ مونچھیں کٹواؤں اور ڈاڑھی بڑھاؤں (۱) ایک مرتبہ کسریٰ کے دو قاصد ڈاڑھی منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ ان کی یہ صورت دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے، پوچھا ایسی صورت بنانے کا تم لوگوں کو کس نے حکم دیا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہمارے رب کسریٰ نے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"ولکن ربی أمرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی" (۲)

''لیکن میرے رب نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں پست کرنے کا حکم دیا ہے''

حضرت رویفع بن ثابت ﷛ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ہوسکتا ہے کہ میرے بعد تیری زندگی دراز ہو، تم لوگوں کو یہ بتا دینا کہ جو شخص اپنی ڈاڑھی میں گرہ لگائے یا ڈاڑھی چڑھائے، یا گلے میں تانت کا ہار ڈالے، یا گوبر وہڈی سے استنجاء کرے تو محمد (ﷺ) اس سے بری ہیں (۳) ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ قوم لوط کی بستی جن اسباب کی وجہ سے الٹی گئی تھی، پھر ان پر پتھروں کی بارش ہوئی تھی، ان میں سے ایک سبب ان کا ڈاڑھی منڈانا بھی تھا۔ (۴)

ڈاڑھی کے متعلق احادیث میں واردشدہ الفاظ

احادیث میں ڈاڑھی رکھنے کے متعلق پانچ مختلف الفاظ مذکور ہیں، اعفوا، اوفوا، ارخوا،

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۵۵۰۲، مایؤمر بہ الرجل من اعفاء اللحیۃ الخ
(۲) السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۵۰۹/۳، ذکر بعثہ الی کسریٰ ملک الفرس
(۳) ابوداؤد رقم الحدیث: ۳٦، باب ماینھی عنہ ان یستنجی بہ
(۴) تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳۲۲/۵۰، ترجمہ لوط بن ہاران الخ

ارجو، اور وفروا، یہ پانچوں الفاظ اگرچہ اپنے اپنے مادۂ اشتقاق کے لحاظ سے مختلف ہیں؛ لیکن سب کے معانی قریب قریب ایک ہی ہیں کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور اس میں تراش خراش نہ کیا کرو، چنانچہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقد حصل من مجموع الأحاديث خمس روايات أعفوا أوفوا وأرخوا وأرجو ووفروا ومعناها كلها تركها على حالها"(۱)

"احادیث کی روشنی میں ڈاڑھی کے متعلق منقول الفاظ پانچ ہیں، أعفوا، أوفوا، رخوا، ارجو، اور وفروا، لیکن سب کا مفہوم یہی ہے کہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دو (تراش خراش نہ کرو)"

البتہ طبرانی کی روایت میں ان پانچ الفاظ کے علاوہ ایک چھٹا لفظ "دعوا" بھی وارد ہوا ہے، جس کے معنی ہیں "چھوڑ دو" (۲) اب کل الفاظ چھ ہوگئے، اور سب کا حاصل بس یہی ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھنے دیا جائے، کاٹا نہ جائے۔

حضور ﷺ کی ڈاڑھی

حضور ﷺ کی ڈاڑھی گھنی اور اتنی گنجان تھی کہ اس نے سینۂ مبارک کے بالائی حصہ کو طول وعرض میں بھر لیا تھا، یہی بات حضرت عمر، عبداللہ بن مسعود اور ام معبد رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی منقول ہے (۳) روایتوں میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ ﷺ وضو کرتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرتے تھے (۴) یہ تو آپ ﷺ کی ڈاڑھی کی کیفیت تھی، لیکن وہ کتنی لمبی تھی، اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ابو معمر رحمہ اللہ نے حضرت خباب بن الارت ؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت فرماتے تھے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ قرأت

(۱) نیل الاوطار ۱/۱۴۹، باب اخذ الشارب واعفاء اللحية

(۲) المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث: ۱۳۴۷۶، مجاهد عن ابن عمر ؓ

(۳) شرح الشفاء لملا علی القاری: ۱/۶۰، الباب الثانی فی تكميل الله تعالى له المحاسن خلقا، الشمائل الشريفه للسيوطی: ۱/۳۸، ۴۴، باب كان وهي الشمائل الشريفه

(۴) ترمذی رقم الحديث: ۲۹، باب ماجاء في تخليل اللحية

فرماتے تھے، پھر انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ قرأت فرما رہے ہیں، جبکہ ان دونوں نماز میں سراً (آہستہ) قرأت کی جاتی ہے؟ اس پر حضرت خباب ؓ نے فرمایا:

''ہم آپ ﷺ کی ریش مبارک کے ہلنے سے سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ قرأت فرما رہے ہیں''(۱)

اور یہ ظاہر ہے کہ قرأت کرنے کے دوران وہی ڈاڑھی ہلے گی جو کافی لمبی ہو، ڈاڑھی اگر خشخشی ہو یا معمولی لمبی ہو، تو اس کی حرکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، نیز وضو کے دوران ڈاڑھی کا خلال کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی لمبی تھی، جس میں خلال کیا جاتا تھا،

صحابہ ؓ کی ڈاڑھی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ؓ کی ڈاڑھی بہت گھنی تھی، حضرت عثمان غنی ؓ کی ڈاڑھی اگرچہ گھنی نہیں تھی لیکن دراز تھی (۲) حضرت علی ؓ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ؓ کی ڈاڑھی اتنی چوڑی تھی کہ آپ ؓ کے دونوں شانوں کے درمیان کی جگہ بھر رکھی تھی (۳) اس کے علاوہ عام صحابہ کرام ؓ کا یہ معمول تھا کہ وضو کرتے وقت اپنی اپنی ڈاڑھی کا خلال کیا کرتے تھے (۴) اس سے ان حضرات کی ڈاڑھی کا بھی قابل لحاظ حد تک لمبی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسلاف میں ڈاڑھی کی قدر و قیمت

حضرت احنف بن قیس اور قاضی شریح اطلس (پیدائشی طور پر ڈاڑھی نہ ہونا) تھے، انھیں خلقی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی، جس کا انھیں بہت صدمہ تھا، انھیں بڑی خواہش تھی کہ کاش

---

(۱) بخاری رقم الحدیث: ۷۶۰، باب القرأة فی الظهر
(۲) شمس الضحی ص ۱۱ بحوالہ ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں ۲۱، ڈاڑھی کتنی رکھنا مسنون ہے؟
(۳) التمهید لمافی المؤطا من المعانی والاسانید: ۲۱/ ۸۴، باب السین، الحدیث الرابع
(۴) سعایه: ۱/ ۱۲۶، و تخلیل اللحية

مجھے بھی ڈاڑھی ہوتی، ایک مرتبہ بڑے متاسفانہ لہجہ میں قاضی شریح رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وددت أن لی لحیة ولو بعشرة آلاف"(۱)

"مجھے تمنا ہے کہ مجھے ڈاڑھی ہو جاتی، اگر چہ اس کے لئے دس ہزار کی موٹی رقم صرف کرنی پڑتی"

اور احنف بن قیس کی خواہش وصدمہ کا اندازہ لگا کر ان کے مزاج شناس شاگرد بول پڑے :

"وددنا أن نشتری للأحنف لحیة ولو بعشرین ألفا"(۲)

"اگر بیس ہزار میں بھی ڈاڑھی ملتی تو ہم اپنے استاد احنف کے لئے ضرور خرید لیتے (مگر افسوس کہ خلقی چیز خریدی نہیں جاسکتی)"

ڈاڑھی رکھنے کی حکمت

اسلام ایک مستقل دین اور مستقل تہذیب ہے، اس نے اپنے ماننے والوں کو مخصوص نظام حیات عطا کیا ہے، جس میں ان کے رہن سہن، چال ڈھال، شکل وصورت، رنگ ڈھنگ اور طور وطریق غرض ساری چیزوں کو دوسرے اقوام سے ممتاز رکھا گیا ہے، اسلام کا اپنے ماننے والوں سے مطالبہ ہے کہ وہ اسلام کی مکمل تصویر بنیں، بلکہ ان کا وجود ہی اسلام کا ترجمان ہو، وہ پوری طرح دین میں رنگا ہوا ہو اور دنیا کی دوسری قوموں سے مشابہت اختیار نہ کرتا ہو، تاکہ اس کی شناخت واضح رہے، بہرحال اسی غرض سے مسلمانوں کو جس طرح ہر شعبہ زندگی میں دیگر اقوام کی مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے، خاص ڈاڑھی کے مسئلہ میں بھی روکا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے:

"أرخوا اللحی خالفوا المجوس"(۳)

"ڈاڑھی بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو"

(۱) احیاء العلوم ۱/۱۴۴، القسم الثالث

(۲) حوالہ سابق

(۳) مسلم رقم الحدیث: ۲۶۰، باب خصال الفطرة

۱۔ غرض ڈاڑھی رکھنے میں دوسری اقوام سے امتیاز اور مجوس ومشرکین کی مخالفت ہے جو شرعاً مطلوب ہے۔(۱)

۲۔ ڈاڑھی رکھنے سے عورتوں کے ساتھ مشابہت نہیں رہتی ہے، شریعت نے عورتوں سے مشابہت کو حرام قرار دیا ہے، تاکہ ہر نوع کے نوعی اقتضاءات دوسری نوع سے ممتاز رہیں، اور ایک دوسرے سے مل کر گڈ مڈ نہ ہوجائیں، اسی حکمت کی بناء پر آپ ﷺ نے نوعی مشابہت ختم کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال"(۲)

"اللہ تعالی نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرتی ہے"

۳۔ اسلام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینا اور انھیں ناراض کرنا حرام ہے(۳) یہ دنیا وآخرت دونوں میں انسان کی محرومی کی بات ہوگی کہ اس کے کسی فعل سے اللہ یا اس کا رسول ناراض ہوجائے، ایک حدیث میں ہے کہ کسری (شاہ ایران) نے یمن کے گورنر باذان (جو اس کا ماتحت تھا) کے توسط سے دو قاصد آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تاکہ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کو نعوذ باللہ گرفتار کرکے کسری کے دربار میں بھیج دیں، جب یہ دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں پہونچے تو ان کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، ان کے چہروں پر نظر ڈال کر آپ ﷺ کو سخت تکلیف ہوئی، آپ ﷺ نے سب سے پہلا سوال ان دونوں سے یہ کیا کہ ایسی صورت تم نے کیوں بنالی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے دین میں یہی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) بخاری رقم الحديث:۵۸۹۲،تقليم الأظفار
(۲) بخاری رقم الحديث:۵۸۸۵،باب المتشبهون بالنساء
(۳) الأحزاب:۵۷

"في ديننا أن نجز الشارب وأن نعفي اللحية" (۱)

"لیکن ہمارے مذہب میں مونچھیں پست کرنا، اور ڈاڑھی بڑھانا ہے"

بڑی عبرت کا مقام ہے کہ غیر مسلم سفیروں کے چہرہ پر ڈاڑھی نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو غیر معمولی تکلیف ہوئی، جس کا اظہار آپ ﷺ نے ان کے سامنے ہی اپنی زبان مبارک سے فرمادیا، اگر کوئی مسلمان اپنے چہرہ پر ڈاڑھی نہیں رکھتا ہے، اور بطور فیشن اپنی ڈاڑھی ترشواتا یا منڈواتا ہے تو اس سے آپ ﷺ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ ہر صاحب دل اس کا اندازہ لگا سکتا ہے!

۴۔ ڈاڑھی بڑھانے میں تجمل وزیبائش بھی ہے (۲) جیسا کہ گذشتہ سطور میں بھی آچکا ہے، مگر اس کا ادراک کرنا سلیم الفطرت حضرات کا کام ہے، ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔

ڈاڑھی رکھنے کے طبی فوائد

طب یونانی میں تو یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ ڈاڑھی مرد کے لئے زینت کا باعث اور گردن اور سینہ کے لئے محافظ ہے (۳) لیکن خود طب جدید نے بھی ڈاڑھی رکھنے کے فوائد کا اعتراف کیا ہے، چنانچہ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ لمبی ڈاڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہونچنے سے روک لیتی ہے (۴) ڈاکٹر ہومر لکھتے ہیں کہ نتھنوں اور منہ کے سامنے تھوڑے سے بالوں کی موجودگی ایک اچھی چھلنی کا کام دیتی ہے، اور مضرت رساں خاک، مٹی اور بہت سے جراثیم ناک یا منہ میں نہیں جانے پاتے، لمبی اور گھنی ڈاڑھی گلے کو سردی کے اثرات سے بچائے رکھتی ہے۔ (۵)

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:۲۵۵۰۲، مایؤمر بہ الرجل من اعفاء اللحیۃ الخ
(۲) تکملہ بحر ۸/۳۷۷، فصل فی بیان مایلحق بدیۃ النفس
(۳) ڈاڑھی کا وجوب، ص:۲۶
(۴) حوالہ سابق
(۵) حوالہ سابق، ص:۲۸

ڈاڑھی کی مقدار

اب تک ڈاڑھی کے متعلق جتنی احادیث پیش کی جاچکی ہیں، یا حضور ﷺ، صحابہ ﷺ اوراسلاف کا عمل ذکر کیا گیا ہے، یا ڈاڑھی کی حکمت اور اس کے طبی فوائد بیان کئے گئے ہیں، ان سب سے صرف یہ معلوم ہوا کہ ڈاڑھی رکھنی چاہئے، اسے بڑھنے دینا چاہئے، اس لئے حضرات شوافع کا کہنا ہے کہ ڈاڑھی کو علی حالہ باقی رکھا جائے، اس میں کاٹ چھانٹ نہ کی جائے، خواہ ایک مشت سے زائد ہی کیوں نہ ہوجائے، یہی ان کے یہاں راجح اور پسندیدہ قول ہے، اور یہی ایک قول حنابلہ کا بھی ہے، مالکیہ کا مذہب مختار یہ ہے کہ جو ڈاڑھی حد سے زیادہ بڑھ جائے اس کو کم تو کیا جائے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک مشت سے زائد نہ رکھی جائے (۱) مگر ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنی ڈاڑھی کے طول وعرض سے بالوں کو کترتے تھے، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"کان یأخذ من لحیته من عرضها وطولها" (۲)

نبی کریم ﷺ اپنی ڈاڑھی کے بالوں کو طول وعرض سے کاٹتے تھے"

اوراس کترنے کی تحدید شرح شرعۃ الاسلام میں مذکور اسی حدیث کے آخر میں ایک لفظ سے معلوم ہوتی ہے، حدیث اس طرح ہے:

"عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أنه ﷺ کان یأخذ من لحیته طولا وعرضا علی قدر القبضة" (۳)

"حضرت عمرو اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ڈاڑھی کے یکمشت ہوجانے کی صورت میں طول وعرض سے کترتے تھے"

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصریح سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) اوجز المسالک ۶/ ۳۲۴، السنة فی الشعر
(۲) ترمذی رقم الحدیث: ۲۷۶۲، باب ماجاء فی الأخذ من اللحیة
(۳) فتاوی رحیمیہ ۶/ ۲۴۳، کتاب الحظر والاباحة بحواله شرح شرعة الاسلام ۲۹۸

"روى الترمذي عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أنه ﷺ كان يأخذ من لحيته طولا وعرضا صاحب مفاتيح وغرائب در آخر ايں حديث لفظ "إذا زاد على قدر القبضة "نيز نقل كرده اند"(۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے جو حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے نقل کی ہے، اور جس میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ اپنی ڈاڑھی کو طول وعرض سے کترتے تھے، اسی حدیث کے آخر میں مفاتیح اور غرائب نامی کتابوں میں "اذا زاد على قدر القبضة" بھی منقول ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی ڈاڑھی کے بال کو طول وعرض سے اس وقت لیا کرتے تھے جبکہ وہ یکمشت سے زائد ہو جاتی تھی)

اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جو نبی کریم ﷺ کے افعال کا مشاہدہ کرنے والے تھے، اور آپ ﷺ کی ایک ایک ادا کو اپنے معمولات میں داخل کرنا ان کی فطرت میں داخل تھا، ان کے طرز عمل سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ڈاڑھی جب ایک مشت سے زائد ہو جائے تو اسے کترنا جائز ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں، ان کے متعلق حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

"أنه كان يأخذ ما فوق القبضة"(۲)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ ڈالتے تھے"

امام محمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے، وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة (۳) ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں، اور اسی کے

---

(۱) فتاوی رحیمیہ ۶/ ۲۴۳، كتاب الحظر والاباحة بحواله الطرائف والظرائف
(۲) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحديث: ۲۵۴۸۶، ما قالوا في الأخذ من اللحية
(۳) كتاب الآثار لامام محمد ص: ۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه

قائل امام ابوحنیفہ بھی ہیں، بعض حضرات نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل کو حج وعمرہ کے ساتھ خاص مانا ہے، اور یہ دعوی کیا ہے کہ حج وعمرہ کے علاوہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یکمشت سے زائد ڈاڑھی کو کاٹنا ثابت نہیں ہے، لہٰذا ان مواقع پر تو اس کی گنجائش ہوگی، لیکن عام حالات میں یہ عمل درست نہ ہوگا، لیکن ابن حجر نے اس کا انکار کیا ہے، ان کی رائے یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ فعل حج وعمرہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے، اس کے علاوہ بھی ان سے ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا ثابت ہے(۱) اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا عمل بھی یہی بتاتا ہے کہ یکمشت سے زائد ڈاڑھی کو کاٹا جاسکتا ہے، مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے:

"كان أبو هريرة ﷺ يقبض على لحيته ثم يأخذ ما فضل عن القبضة" (۲)

"حضرت ابو ہریرہ ﷺ مٹھی سے اپنی ڈاڑھی کو پکڑتے تھے، اور مٹھی سے زائد حصہ کو کاٹ ڈالتے تھے"

حضرت عمر ﷺ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ دیا تھا (۳) تابعین کی ایک جماعت کا بھی اسی پر عمل تھا، حضرت شعبی رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ اسی کو بہتر سمجھتے تھے (۴) ان دلائل کے پیش نظر حضرات حنفیہ کے یہاں مستحب یہ ہے کہ ایک مشت سے ڈاڑھی جتنی زیادہ ہو اس کو کاٹ دینا چاہئے (۵) علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وهو أى القدر المسنون فى اللحية القبضة" (۶)

"ڈاڑھی کی مسنون مقدار ایک مٹھی ہونا ہے"

(۱) فتح الباری: ۱۰/۳۵۰، باب تقليم الأظفار
(۲) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۵۴۸۱، ماقالوا فی الأخذ من اللحية
(۳) فتح الباری: ۱۰/۳۵۰، باب تقليم الأظفار، عمدۃ القاری ۲۲/۴۷، باب تقليم الأظفار
(۴) مرقاۃ المفاتیح: ۷/۲۸۲۲، باب الترجل
(۵) شامی ۲/۴۱۸، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ
(۶) فتح القدیر ۲/۳۴۷، باب مایوجب القضاء والکفارۃ

ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کی شرعی حیثیت

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے، شارح مشکوۃ حضرت شاہ محدث عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"و گذاشتن آن بقدر قبضه واجب است"(۱)

"ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے جو کتاب الآثار (۲) میں یا دیگر فقہاء مثلاً ابن ہمام رحمہ اللہ (۳) علامہ حصکفی رحمہ اللہ اور ابن عابدین رحمہ اللہ (۴) نے اپنی اپنی کتابوں میں یکمشت ڈاڑھی رکھنے کو سنت کہا ہے، اس کا مطلب سنت اصطلاحی (۵) نہیں ہے، بلکہ اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا دین اسلام میں ایک رائج اور دائمی طریقہ ہے، یا یہ مطلب ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے، جیسا کہ نماز عید پر سنت کا اطلاق کر دیتے ہیں، حالانکہ اصلاً وہ واجب ہے، یہی حال اس کا بھی ہے۔(۶)

یکمشت سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا طریقہ

آثار اور فقہی عبارات جو گذشتہ سطور میں ذکر کی گئی ہیں، ان کے ظاہر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ٹھوڑی سے نیچے مٹھی باندھے، اور مٹھی سے زائد جو بال ہوں انھیں کاٹ ڈالے، مگر ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن تین رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ٹھوڑی کے نیچے چار انگلیاں ملا کر رکھے، اور جو بال ان کے نیچے ہوں انھیں کتر ڈالے (۷) مگر یہ قول روایت کے

---

(۱) اشعة اللمعات ۱/ ۲۱۲

(۲) كتاب الآثار، ص: ۱۹۸ باب حف الشعر من الوجه

(۳) فتح القدير: ۲/ ۳۴۷، باب مايوجب القضاء والكفارة

(۴) درمختار مع شامی: ۶/ ۴۰۷، مسائل شتى، فصل فى البيع

(۵) جسے حضور ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو یا اس کی تاکید فرمائی ہو، جس کا ترک موجب إساءت ہو اور کرنا ثواب ہو (آمدی)

(۶) اشعة اللمعات: ۱/ ۲۱۲، باب السواک

(۷) فتح الباری ۱۰/ ۳۵۱، باب تقليم الأظفار

عام الفاظ کے خلاف ہے، اس صورت میں بال زیادہ کترنے ہونگے، اس لئے احتیاط پہلے قول کو لینے میں ہے۔

ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے کا حکم

حضور ﷺ اور صحابہ ؓ کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، لہذا اس سے کم رکھنا یا خشخشی ڈاڑھی رکھنا از روئے شرع جائز نہیں ہے، مکروہ تحریمی ہے؛ چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہے:

"وأما الأخذ منها وهي دون ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد" (۱)

"ڈاڑھی کو اس قدر کترنا کہ وہ ایک مشت سے کم رہ جائے، جیسا کہ بعض مغربی اور مخنث کرتے ہیں اس کو کسی نے جائز قرار نہیں دیا ہے"

اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ کے اس قول: "لم يبحه أحد" (۲) "ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے کو کسی نے جائز نہیں کہا ہے"، پر یہ نوٹ لکھا ہے: "نص في الإجماع" (۳)، علامہ حصکفی رحمہ اللہ کا مذکورہ قول ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے کے جائز نہ ہونے پر اجماع کی صریح دلیل ہے، اور علامہ کشمیری رحمہ اللہ تقریر بخاری میں فرماتے ہیں:

"وأما قطع ما دون ذلک فحرام إجماعا بين الأئمة رحمهم الله" (۴)

"ڈاڑھی کا اتنا کاٹنا کہ مٹھی سے بھی کم رہ جائے بالاتفاق حرام ہے"

(۱) در مختار مع الشامي: ۲/ ۴۱۸، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده
(۲) حوالہ سابق
(۳) بوادر النوادر ۲/ ۴۴۳، ۵۵واں نادرہ اجماع بر حرمت اخذ لحیہ دون القبضۃ
(۴) حاشيه فيض الباري: ۴/ ۳۸۰، كتاب اللباس

نیز قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"تراشیدن ریش پیش از قبضہ حرام است" (۱)

''ڈاڑھی کو کتر کر ایک مشت سے کم کر دینا حرام ہے''

اور مولانا تھانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''ڈاڑھی رکھنا واجب اور قبضہ (مٹھی) سے زائد کٹانا حرام ہے'' (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور قاضی مدینہ ابن ابی لیلی رحمہ اللہ ایسے حضرات کی شہادت کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے جو ڈاڑھی کو تراشا کرتے تھے، حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آخر زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہونگے جو اپنی ڈاڑھی کو کبوتر کے پروں
کی طرح کتریں گے، ایسے لوگ بڑے ہی کم نصیب ہونگے (۳)

خلاصہ یہ کہ ڈاڑھی کا یکمشت سے کم کرانا سنت متوارثہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، اوراس پر اصرار کرنا فسق ہے۔ (۴)

ڈاڑھی منڈانا

جب ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے تو اس کا منڈانا تو بدرجہ اولی ناجائز ہوگا، مذاہب اربعہ کے فقہاء اس کی حرمت پر متفق ہیں، طوالت کے خوف سے ہر دبستان فقہ کی ایک ایک کتاب سے ذیل میں حوالہ پیش کیا جارہا ہے، فقہ حنفی کی مستند شخصیت علامہ علاء الدین حصکفی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

"یحرم علی الرجل قطع لحیته" (۵)

''ڈاڑھی منڈانا حرام ہے''

(۱) مالا بدمنہ ص: ۱۳۰، کتاب التقوی
(۲) امداد الفتاوی ۴/ ۲۲۳، بالوں کے حلق وقصر اور خضاب وغیرہ کے احکام
(۳) احیاء العلوم ۱/ ۱۴۴، ۱۴۵، کتاب اسرار الصلاۃ
(۴) ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں ص: ۳۰، ڈاڑھی منڈانے والا فاسق ہے۔
(۵) درمختار مع الشامی: ۶/ ۴۰۷، مسائل شتی، فصل فی البیع

فقہ مالکی کے ایک مشہور عالم شیخ احمد نضر اوی امام ابوزید کے رسالہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانہ کے فوجیوں کا جو طریقہ ڈاڑھی منڈانے اور مونچھیں نہ منڈوانے کا ہے، وہ بلاشک وشبہ حرام ہے" (۱)

فقہ شافعی کی مشہور کتاب تحفۃ المحتاج میں ہے:

"الصواب تحریم حلقها جملة بغیر علة بها" (۲)

صحیح بات یہ ہے کہ بلا کسی عذر کے پوری ڈاڑھی کا منڈانا حرام ہے۔

ابن حزم ظاہری "المحلی" میں لکھتے ہیں:

"فرض قص الشارب وإعفاء اللحية" (۳)

مونچھ کٹانا اور ڈاڑھی بڑھانا فرض ہے،

اور فقہ حنبلی کی مفتی بہ کتاب "الاقناع" میں ہے:

"ويحرم حلقها" (۴)

"ڈاڑھی کا منڈانا حرام ہے"

علامہ محمود محمد خطاب سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صریح وصحیح احادیث میں ڈاڑھی بڑھانے کا امر ہے، اور "امر" جب مطلق ہو تو وجوب پر محمول ہوتا ہے، اسی وجہ سے تمام ائمہ مجتہدین مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، (۵) نیز ڈاڑھی منڈانے میں مشرکین، مجوس، مخنثوں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے، جس کا ناجائز اور حرام ہونا احادیث سے

---

(۱) الفواكه الدوانی علی رسالة ابن ابی زید القروانی : ۲/ ۳۰۶، باب فی الفطرة والختان

(۲) تحفة المحتاج:۹/ ۳۷۶، فصل فی العقيقة

(۳) المحلی بالاثار لابن حزم:۱/ ۴۲۴، الفطرة

(۴) الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل ۱/ ۲۰، فصل ويسن الامتشاط

(۵) المنهل العذب ۱/ ۱۸۶، حکم اللحية

ثابت ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"من تشبه بقوم فهو منهم"(۱)

''جو کسی جماعت سے مشابہت اختیار کرے گا تو اس کا شمار اسی جماعت میں ہوگا''

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان مردوں پر لعنت کرتے ہیں جو (ڈاڑھی منڈا کر یا زنانہ لباس پہن کر) عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں (۲) اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مرد را تشبه به زنان و زن را تشبه به مردان و مسلم را تشبه به کفار و فساق حرام است" (۳)

''مرد کو عورتوں کی، اور عورت کو مردوں کی، اسی طرح کسی مسلمان کو کفار وفساق کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے''

نیز مفسرین نے ''ولآمرنهم فليغيرن خلق الله'' (اور میں ان کو تعلیم دوں گا، جس سے وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت بگاڑا کریں گے) میں ڈاڑھی منڈانے کو بھی داخل مانا ہے کہ اس سے اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنا ہے (۴) عقیل بن مدرک سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہدو کہ وہ میرے دشمنوں کا کھانا نہ کھائیں، اور میرے دشمنوں کا پانی نہ پئیں، اور میرے دشمنوں کی شکل نہ بنائیں، اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہونگے، جیسا کہ وہ لوگ جو حقیقی دشمن ہیں۔ (۵)

---

(۱) المعجم الاوسط رقم الحديث: ۸۳۲۷، من بقيه من اول اسمه ميم

(۲) بخاری رقم الحديث: ۵۸۸۵، باب المتشبهون بالنساء

(۳) مالابد منہ ص: ۱۱۴، كتاب التقوى

(۴) حاشيه بيان القرآن، النساء: ۱۵۹

(۵) كتاب الزهد لامام احمد رقم الحديث: ۵۲۵، بقية زهد عيسى عليه السلام

ڈاڑھی منڈانے کے نقصانات

ڈاڑھی منڈانے کا حرام ہونا گذشتہ سطور سے معلوم ہو چکا ہے، اب ذیل میں سائنسی لحاظ سے منڈانے کے نقصانات بیان کئے جا رہے ہیں، برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر مور نے یہ لکھا ہے :

"ڈاڑھی منڈانے سے جتنا زیادہ نقصان جلد کو پہونچتا ہے شاید جسم کے کسی اور حصے کو پہونچتا ہو، ڈاڑھی منڈاتے وقت بار بار تیز استرے یا بلیڈ سے جلد کو چھیلا جاتا ہے، جس سے چہرے کی جلد حساس ہو جاتی ہے، اور طرح طرح کے امراض قبول اور حصول کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہے" (۱)

حکیم محمد طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں :

"مسلسل ڈاڑھی منڈانے سے غدۂ نخامیہ پر برے اثرات پڑتے ہیں، پھر اس گلینڈ کے نقص کی وجہ سے اعصابی نظام اور جنسی نظام بہت متاثر ہوتے ہیں (۲) نیز بار بار منڈانے کی وجہ سے چہرہ کی کھال بہت حساس ہو جاتی ہے، پھر دھوپ میں "الٹراوائیلٹ" شعائیں ہوتی ہیں، یہ شعاعیں ان حساس جلدوں پر فوری اثر ڈالتی ہیں، جس سے جلد کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے، اس سے جلد کے روغنی غدود کا نظام بہت متاثر ہوتا ہے، اور انسان طرح طرح کے امراض کا شکار ہو جاتا ہے" (۳)

ایک اور ڈاکٹر لکھتا ہے:

"ڈاڑھی پر بار بار استرہ چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور بینائی کمزور ہو جاتی ہے" (۴)

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/ ۲۸۲، شیو کے نقصانات میڈیکل کی روشنی میں
(۲) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/ ۲۸۳، شیو کے نقصانات میڈیکل کی روشنی میں
(۳) حوالہ سابق (۴) ڈاڑھی کا وجوب ص ۲۶

ڈاکٹر موریٰ کا کہنا ہے کہ بار بار داڑھی منڈانے سے چہرہ اور اس کے ذریعہ پورا جسم بہت سی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے، مثلاً چہرے کے مہاسے، چہرے کی جلد کی خشکی، کیل اور چھائیاں، ناک پر دانے اور کیل، عام پھوڑے پھنسیاں، ایگزیما، پتی اچھلنا، اورالرجی وغیرہ (۱) ایک ڈاکٹر تو یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں ڈاڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے ڈاڑھی کے پیدا ہوگی، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گا، یہ اس ڈاکٹر کی پیشین گوئی نہیں ہے جس کا تعلق نجوم سے ہے؛ بلکہ یہ ایک طبعی اصول ہے۔ (۲)

ڈاڑھی کی حد بندی

ڈاڑھی کی حد معلوم کرنے سے پہلے چند عربی الفاظ کے معانی ومفہوم کو ذہن میں رکھئے، جن کا تعلق چہرے کے مختلف حصوں سے ہے:

خد: آنکھ کے حلقے کے نیچے سے لیکر اس ہڈی تک کے درمیانی حصہ کو عربی میں خد کہتے ہیں جس پر دانت نکلتے ہیں۔ (۳)

صدغ: اردو میں اس کا معنی کنپٹی کیا جاتا ہے، کان کے سوراخ کے مقابل جو ابھری ہوئی ہڈی ہے، اس سے اوپری حصہ کو عربی میں صدغ کہا جاتا ہے۔ (۴)

عذار: یہ بھی عربی لفظ ہے، کان کے محاذات کا حصہ، جس کی ابتداء کنپٹی سے اور انتہا کان کے نچلے حصہ کے آخر پر ہوتی ہے۔ (۵)

عارض: کان کی حد کے ختم ہونے کے بعد اور ٹھوڑی سے پہلے پہلے کا حصہ عربی میں عارض کہلاتا ہے۔ (۶)

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/ ۲۸۳، شیو کے نقصانات میڈیکل کی روشنی میں
(۲) ڈاڑھی کا وجوب ص ۲۷
(۳) القاموس المحيط: ۱/ ۲۹۰، مادة: الخدان
(۴) مناوی علی جمع الوسائل: ۱/ ۸۹، باب ماجاء في شيب رسول الله ﷺ
(۵) منحة الخالق على البحر ۱/ ۱۶، سنن الوضوء
(۶) المغنی ۱/ ۸۶، فصل تقديم النية على الطهارة

ذقن : دونوں طرف سے ڈاڑھ آ کر جہاں پر ملتے ہیں، اسے عربی میں ذقن اور اردو میں ٹھوڑی کہا جاتا ہے۔(۱)

ان الفاظ کے معانی ذہن نشین کرنے کے بعد اب سمجھئے کہ عذار، عارض اور ذقن پر کے بالوں کو ڈاڑھی کہا جاتا ہے(۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"واللحیۃ ھی اسم لما نبت علی الخدین والذقن"(۳)

"ڈاڑھی ان بالوں کو کہتے ہیں جو رخسار (یعنی ڈاڑھوں) اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں"

لہٰذا جو بال عذار، عارض اور ذقن کے علاوہ کسی اور مقام پر ہوں، مثلاً: خد (گال) پر ہو، اسے ڈاڑھی نہیں کہیں گے، علامہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اما الأشعار التی علی الخدین فلیست من اللحیۃ"(۴)

"جو بال خد (گال) پر اگتے ہیں وہ ڈاڑھی میں داخل نہیں ہیں"

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"کنپٹی کے نیچے جو ہڈی ابھری ہوئی ہے وہاں سے ڈاڑھی شروع ہوتی ہے، اس سے اوپر سر ہے"(۵)

علامہ محمود بن خطاب مالکی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

"ڈاڑھی (لحیہ) ان بالوں کو کہتے ہیں کہ جو رخسار (یعنی لحیین) اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں"(۶)

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ صرف تین مقامات (عذار، عارض اور ذقن) پر نکلنے

---

(۱) **کشاف القناع ۱/۹۵، فصل یغسل وجھہ**
(۲) بحر ۱/۱۶، **سنن الوضوء**
(۳) **فتح الباری ۱۰/۳۵۰، باب تقلیم الأظفار**
(۴) **فیض الباری ۷/۱۴۷، باب اعفاء اللحیۃ**
(۵) امداد الفتاوی ۴/۲۲۱، بالوں کے حلق قصر اور خضاب وغیرہ کے احکام
(۶) **المنھل العذب: ۱/۱۸۵، باب قص الشارب**

والے بالوں کوڈاڑھی کہا جاتا ہے،ان کے علاوہ اگر خد (یعنی گال) پر بال نکل آئیں،جیسا کہ عام طور پر وہاں نکل ہی آتے ہیں توانھیں ڈاڑھی نہیں کہا جائیگا،اوران کا کٹانا جائز ہوگا،لیکن بقول علامہ کشمیری خلاف اولی ہے، کیونکہ یا تو اسے بلیڈ وغیرہ سے دور کیا جائیگا، یا نوچ کر صاف کیا جائے گا،پہلی صورت میں جلد پر خراش اور کھردرا پن آنے کا احتمال ہے،اور دوسری صورت میں آنکھ کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہے،اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔(۱)

ڈاڑھی بچہ کا حکم

نیچے کے ہونٹ کے درمیانی حصہ اور ٹھوڑی کے اوپر جو بال اگتے ہیں، انھیں اردو میں ڈاڑھی بچہ اور عربی میں ''عنفقہ'' کہتے ہیں (۲) روایتوں میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ڈاڑھی بچہ (عنفقہ) کے چند بال سفید تھے (۳) معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بھی ڈاڑھی بچہ رکھا کرتے تھے، انہیں کترتے یا منڈواتے نہیں تھے،فقہاء نے ڈاڑھی بچہ کو بھی ڈاڑھی ہی کے حکم میں مانا ہے، اس لئے اس کا مونڈنا یا کترنا جائز نہ ہوگا، علامہ محمود بن خطاب مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

> ''وأما شعر العنفقة فيحرم إزالته كحرمة إزالة شعر اللحية (۴)''
>
> ''ڈاڑھی کے بال صاف کرنا جس طرح حرام ہے، اسی طرح ڈاڑھی بچہ کے بال کوصاف کرنا بھی حرام ہے''

ڈاڑھی بچہ کے اغل بغل کے بال

ڈاڑھی بچہ کے اغل بغل کے بال جسے عربی میں ''فنیک'' کہا جاتا ہے،بعض حضرات مثلاً امام غزالی رحمہ اللہ اور صاحب غرائب نے اس کے منڈانے کو بدعت لکھا ہے (۵)

---

(۱) فیض الباری ۷:۱۴۷، باب اعفاء اللحیة

(۲) عمدة القاری: ۲۲/ ۴۸، باب مایذکر فی الشیب

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث: ۲۹۰۰، عبید اللہ بن أبي یزید

(۴) المنهل العذب ۱/ ۱۸۷، ۱۸۸، مذاهب العلماء فی حکم اللحیة

(۵) احیاء العلوم ۱/ ۱۴۴، القسم الثالث من النظافة

اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ اس کا منڈانا تغییر خلق اللہ میں داخل ہے، اس لئے شرعاً ممنوع ہے (۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز کے یہاں ایک شخص کسی معاملے میں گواہی دینے کے لئے حاضر ہوا، اور وہ ڈاڑھی بچہ کے اغل بغل کے بالوں کو منڈائے ہوئے تھا اس کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان کی گواہی قبول کرنے سے انکار کردیا (۲) لیکن اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ اس کا منڈانا جائز ہے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"گرفتن موئے فنیکین بروزن ملیکین که عبارت است از طرفین عنفقه باک ندارد محدث دهلوی درشرح صراط مستقیم می آرد حلق طرفین عنفقه لا باس به است" (۳)

"ڈاڑھی بچہ کے اغل بغل کے بال صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے صراط مستقیم کی شرح میں یہی بات لکھی ہے، البتہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے امداد الفتاوی میں یہ لکھا ہے کہ" احتیاط اور معمول ترک حلق ہے" (۴)

---

(۱) الفتاوی الهندیة: ۳۵۸/۵، باب التاسع عشر فی الختان الخ احیاء العلوم: ۱۴۴/۱، القسم الثالث من النظافة الخ

(۲) احیاء العلوم: ۱۴۴/۱، القسم الثالث من النظافة الخ

(۳) ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں ص: ۵۵، بحوالہ الطرائف والظرائف

(۴) امداد الفتاوی: ۲۳۰/۴، بالوں کے حلق وقصر اور خضاب وغیرہ کے احکام

ڈاڑھی سے متعلق بعض اور مسائل

ڈاڑھی کا اکرام

جب ڈاڑھی گھنی اور لمبی ہو تو اس کا اکرام کرنا چاہئے، اہتمام سے اسے دھونا، تیل لگانا اور کنگھا کرنا چاہئے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"من کان له شعر فلیکرمه" (۱)

"جسے بال ہوں اسے اس کا اکرام کرنا چاہئے"

اور اس کا اکرام یہی ہے کہ اس کو صاف ستھرا رکھا جائے، اس کے لئے تیل اور کنگھا استعمال کیا جائے، حضرت سعد بن سعد یہ ﷺ آپ ﷺ کا معمول بیان کرتے ہیں:

"یکثر دهن رأسه وتسریح لحیته" (۲)

"آپ ﷺ بکثرت سر میں تیل لگاتے، اور ڈاڑھی میں کنگھا کرتے تھے"

شعب الایمان میں حضرت سہل بن سعد ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ ڈاڑھی میں بکثرت کنگھا کرتے تھے (۳) حتی کہ جب آپ ﷺ سوتے تھے تو سرہانے میں دیگر چیزوں کے ساتھ کنگھا بھی ہوا کرتا تھا، اور رات میں جب تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو وضو سے فارغ ہونے کے بعد کنگھا کرتے تھے (۴) معجم اوسط میں طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ ڈاڑھی میں کنگھا کرتے وقت آئینہ بھی دیکھا کرتے تھے (۵)

---

(۱) ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۶۳، باب فی اصلاح الشعر

(۲) شرح السنة للبغوی رقم الحدیث: ۳۱۶۴، باب ترجیل الشعر وتدهینه

(۳) شعب الایمان رقم الحدیث: ۶۰۴۶، فصل فی اکرام الشعر

(۴) اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبهانی رقم الحدیث: ۲۵۹، ذکر مرآته ومشطه الخ

(۵) المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۳۶۷، من اسمه محمد

بعض مرتبہ پانی سے بھرے ہوئے پیالہ کی مدد سے بھی آپ ﷺ کا بالوں کو درست کرنا ثابت ہے(۱) البتہ مردوں کو بناؤ سنگھار میں زیادہ مشغول نہ رہنا چاہئے کہ ہر وقت ان پر یہی فکر سوار ہو، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے روز روز کنگھا کرنے سے منع کیا ہے اس حدیث کے ذیل میں علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والمراد به النهي عن المواظبة عليه والاهتمام به لأنه مبالغة في التزين"(۲)

"روز روز کنگھا کرنے سے ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ اس پر مداومت نہ کی جائے اور نہ خاص توجہ دی جائے، کیونکہ یہ بناؤ سنگار میں حد سے زیادہ بڑھ جانا ہے"

ڈاڑھی میں تیل لگانے کا طریقہ

آپ ﷺ سے ڈاڑھی میں تیل لگانا بھی ثابت ہے، جب آپ ﷺ تیل لگانے کا ارادہ فرماتے تو تیل کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھتے اور پہلے آنکھوں پر لگاتے، اس کے بعد ڈاڑھی میں حلق کی جانب سے لگانا شروع فرماتے تھے۔(۳)

ڈاڑھی میں کنگھا کرنے کا طریقہ

ڈاڑھی میں کنگھا کرنا مستحب ہے(۴) جب کنگھا کرنے کا ارادہ ہو تو کنگھا دائیں ہاتھ میں لیکر خود سے ڈاڑھی میں کنگھا کرنا چاہئے، بغیر مجبوری کے اس سلسلے میں دوسروں سے مدد لینا مناسب نہیں ہے، اور اگر مجبوری ہو یا بیوی از راہ محبت کنگھا کرنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے(۵) اور دائیں ہاتھ سے کنگھا کرنے کی دلیل وہ حدیث ہے، جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے :

(۱) ادب الاملاء والاستملاء للسمعانی ص:۳۰، فصل فی ادب المملی الخ
(۲) ابوداؤد رقم الحدیث:۴۱۵۹، کتاب الترجل
(۳) طیبی ۸/۲۵۶، باب الترجل
(۴) اسوہ رسول اکرم، ص:۱۳۹
(۵) جمع الوسائل ۱/۸۲، باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ ﷺ

"إن كان رسول الله ﷺ ليحب التيمن في طهوره إذا تطهر وفي ترجله إذا ترجل وفي انتعاله إذا انتعل" (۱)

حضور ﷺ داہنی جانب کو پسند فرماتے تھے، وضو کرنے، کنگھا کرنے اور جوتا پہننے میں،

البتہ اگر دائیں ہاتھ میں تکلیف ہو یا کسی وجہ سے اس ہاتھ سے کنگھا کرنا دشوار ہو تو بائیں ہاتھ سے بھی اس عمل کو انجام دیا جاسکتا ہے۔(۲)

داڑھی کے سفید بال کا اکھاڑنا

روایتوں میں آیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بال سفید ہوا تھا (۳) اور یہ سفیدی ایک سو پچاس سال بعد ظاہر ہوئی تھی (۴) آپ ﷺ نے سفید بال کے اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سفید بال اسلام ایک مسلمان کے لئے نور ہے، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھتا ہے، ایک برائی کو مٹاتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے (۵) ایک اور حدیث میں ہے کہ سفید بال مسلمانوں کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا (۶) اسی لئے داڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے (۷) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"لاتنتفوا الشيب فإنه ما من عبد يشيب في الإسلام شيبة إلا كتب الله له بها حسنة وحط عنه خطيئة" (۸)

---

(۱) مسلم رقم الحديث: ۲۶۸، باب التيمن في الطهور وغيره
(۲) جمع الوسائل ۱/ ۸۵، باب ماجاء ترجل رسول الله ﷺ
(۳) مصنف ابن ابي شيبه رقم الحديث: ۳۵۹۳۵، باب اول مافعل ومن فعله
(۴) كشاف القناع ۱/ ۷۷، فصل في الامتشاط والادهان
(۵) مسند احمد رقم الحديث: ۲۹۶۲، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص
(۶) ترمذی رقم الحديث: ۱۶۳۴، باب ماجاء في فضل من شاب شيبة في سبيل الله
(۷) الفتاوى الهندية: ۵/ ۳۵۹، الباب العشرون في الزينة الخ
(۸) مسند احمد رقم الحديث: ۶۶۷۵، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

"سفید بال نہ اکھاڑو، جس کے بال حالت اسلام میں سفید ہونگے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے ایک نیکی لکھے گا اور ایک برائی مٹائے گا"

دیلمی نے حضرت انس ﷛ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قصداً سفید بال اکھاڑے گا تو قیامت کے دن وہ بال نیزہ ہو جائے گا، جس سے اس کو بھونکا جائیگا (۱) خود حضرت انس ﷛ بھی اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی ڈاڑھی کے سفید بال کو اکھاڑے (۲) البتہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے مجتبیٰ اور ینابیع وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے: اگر سفید بال اکھاڑنے میں زینت پیش نظر نہ ہو تو اکھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۳) لیکن آجکل جو حضرات اپنے سر یا ڈاڑھی کے سفید بالوں کو چن کر نکلواتے ہیں ان کے فعل سے ظاہر یہی ہے کہ وہ لوگ زینت کے ارادے سے کرتے ہیں، تاکہ یہ سفیدی دوسروں پر ظاہر نہ ہو، اور وہ جوان معلوم ہوں، لہٰذا اس سے احتراز ہی مناسب ہے، دل کا حال خدا کو معلوم ہے، وہ علام الغیوب اور علیم بذات الصدور ہے۔

ڈاڑھی کو اندر گھسانا

ڈاڑھی میں گرہ لگانا یا ان کے بالوں کو اندر گھسانا (جیسا کہ سکھوں کا معمول ہے) شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ احادیث میں اعفوا (بڑھاؤ) ارخوا (لٹکاؤ) جیسے الفاظ وارد ہوئے ہیں، یعنی عربی قواعد کے رو سے امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے، اس لئے ڈاڑھی میں گرہ لگانا یا اسے اندر گھسانا واجب کے خلاف ہوگا، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت رویفع ﷛ سے ارشاد فرمایا تھا:

"اے رویفع! شاید تم میرے بعد بھی زندہ رہو، تم لوگوں کو خبر دے دینا کہ جو شخص داڑھی میں گرہ لگائے یا تانت کا قلادہ ڈالے یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کرے تو محمد (ﷺ) اس سے بیزار ہیں" (۴)

---

(۱) کنز العمال رقم الحدیث: ۱۷۲۸۰، ترجیل الشعر و اکرامہ
(۲) جمع الوسائل ۱/ ۱۰۲، باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ ﷺ
(۳) شامی: ۲/ ۴۱۸، باب مایفسد الصوم و مالا یفسدہ
(۴) ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶، باب ماینھی عنہ ان یستنجی بہ

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے ''عقدلحیہ'' (ڈاڑھی میں گرہ لگانے) کا دو مطلب بیان کیا ہے، ایک یہ کہ اہل عجم میدان جنگ میں اپنی اپنی ڈاڑھیوں میں گرہ لگالیا کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے ان کی مشابہت سے بچنے کیلئے یہ خصوصی حکم دیا کہ اے مسلمانو! تم لوگ میدان جہاد میں ڈاڑھیوں میں گرہ نہ لگایا کرنا، اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ نے ڈاڑھی کے بال کو گھنگھریالا یا پیچدار بنانے سے خواہ وہ کسی تدبیر سے ہو، منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ بھی غیر اسلامی حرکت ہے۔(۱)

زینت کی خاطر ڈاڑھی بڑھانے کی کوشش کرنا

ڈاڑھی بڑھانا ایک حکم شرعی ہے، حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے فعل سے ایک مشت رکھنے کی تحدید بھی ہو چکی ہے، اور اگر کوئی ایک مشت سے زائد رکھنا چاہے تو شرعاً اس کی بھی گنجائش ہے، بشرطیکہ بدنما معلوم نہ ہو(۲) لیکن اگر کوئی محض زینت کی خاطر ایک مشت سے زائد کرنا چاہے خواہ تیل لگا کر ہو یا کسی اور تدبیر سے تو شرعاً مکروہ ہے، کیونکہ اس کا یہ جذبہ محمود نہیں ہے، شریعت کی اطاعت مقصود نہیں ہے، بلکہ اپنی ایک نفسانی خواہش کی تکمیل پیش نظر ہے۔(۳)

ڈاڑھی اگنے کے لئے استرہ چلانا

ایک شخص عمر کی اس حد میں داخل ہو چکا ہے جس میں عام طور پر ڈاڑھی نکل آیا کرتی ہے، لیکن اس کی ڈاڑھی نہیں نکل سکی، کیا ایسا شخص اپنی ڈاڑھی پر اس غرض سے استرہ چلا سکتا ہے کہ اس کی ڈاڑھی نکل آئے؟ اسی طرح کا ایک سوال مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ سے کیا گیا تھا تو انہوں نے اس کا جواب اثبات میں دیا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

سوال :- ایک شخص کی عمر ۲۳ سال ہے، مگر اس کی ڈاڑھی اور مونچھیں نہیں نکلیں، کیا وہ اس احتمال پر کہ شاید ڈاڑھی نکل آئے، استرہ چلا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(۱) المجموع ۱/ ۲۹۲، باب السواک
(۲) اشعۃ اللمعات ۱/ ۲۱۲، باب السواک
(۳) هدایۃ مع فتح القدیر ۲/ ۳۴۷، باب مایوجب القضاء

الجواب باسم ملهم الصواب: اس ضرورت سے استرہ چلانا جائز ہے، واللہ سبحانہ وتعالی اعلم"(۱)

ڈاڑھی میں عطر لگانا

ڈاڑھی میں عطر لگانا بھی درست ہے، حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا عمل نقل کرتے ہیں:

"کان یأخذ المسک فیمسح به رأسه ولحیته"(۲)

"آپ ﷺ مشک اپنے سر اور ڈاڑھی مبارک پر لگاتے تھے"

نائی کا ڈاڑھی مونڈنا

جس طرح کسی کا ڈاڑھی منڈوانا حرام وناجائز ہے، اسی طرح نائی وغیرہ کیلئے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کے کہنے سے اس کی ڈاڑھی مونڈے یا ایک مشت سے کم کرے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نائی کو بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنائے جو شرعاً ممنوع ہو، خواہ ڈاڑھی کا، یا سر کا، کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے، اس کو چاہئے کہ عذر وانکار کردے"(۳)

بعض سعادتمند نائی ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود ضرورتمند ہونے کے ڈاڑھی مونڈنے سے بڑی صفائی سے انکار کردیتے ہیں، اگرچہ ایسے بہت کم ہوتے ہیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے:

"ایک صاحب پٹنہ بہار کے رہنے والے حاجی پیدل کے نام سے حج کے لئے جارہے تھے، جو ہر پانچ قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے

---

(۱) احسن الفتاوی ۸/ ۶۷، بالوں کے احکام

(۲) اتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانیک العشرة رقم الحدیث: ۶۴۴۹، باب ماجاء فی طیبه وطیب رائحته

(۳) اصلاح الرسوم، ص: ۲۲، چوتھی فصل منجملہ ان رسوم کے ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا

تھے، ان کے بہت سے اعزہ جو اونچے عہدوں پر تھے، وہ ان کے سفر کی خبر گیری رکھتے تھے، اور جب کسی ایسی جگہ پر جہاں ریل کی سہولت ہوجانے کا حال معلوم ہوتا تو وہ ریل سے ان سے ملنے آیا کرتے تھے، وہ حاجی صاحب جب سہارنپور پہونچے تو میرے مخلص دوست اور حضرت اقدس رائپوری نور اللہ مرقدہ کے مرید راؤ یعقوب علی خاں کے یہاں قیام ہوا، غالباً آگرہ کے ڈپٹی صاحب ان سے ملاقات کیلئے راؤ صاحب کے مکان پر پہونچے، اور حجامت کیلئے نائی کو بلایا، اس نے بہت بہتر حجامت بنائی، جس سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے، لیکن جب ڈاڑھی منڈانے کا وقت آیا، تب اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور! یہ کام میں عمر بھر نہیں کیا، اس پر وہ مہمان بہت خوش ہوئے، اور یاد پڑتا ہے کہ اس نائی کو کچھ انعام بھی دیا'' (۱)

ڈاڑھی میں دس باتیں مکروہ ہیں

امام غزالی رحمہ اللہ نے طہارت ونظافت کے ذیل میں ایک مستقل فصل قائم کی ہے، جس میں ڈاڑھی کے دس مکروہات کو تفصیل سے شمار کرایا ہے، جو لائق مطالعہ ہے، یہاں اختصار کے ساتھ صرف ان دس امور کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

۱) ڈاڑھی میں سیاہ خضاب کرنا۔

۲) اسے گندھک وغیرہ لگا کر سفید کرنا۔

۳) نوچ کر اس کے بال کو کم کرنا۔

۴) سفید بال کو چن کر نکلوانا۔

۵) اس کا مونڈنا یا اکھاڑنا۔

۶) خشخشی کرنا۔

۷) عارض اور صدغین کے بال میں زیادتی کرنا۔

---

(۱) ڈاڑھی کا وجوب: ص: ۱۷

۸) دکھلاوے کے لئے ڈاڑھی کو کنگھا کرنا۔

۹) اس کے کالے بال کو عجب کی نگاہ سے دیکھنا۔

۱۰) اسی طرح سفید بال کو بھی عجب کی نگاہ سے دیکھنا مکروہ ہے۔(۱)

ایک غلط خیال کی تردید

بعض جگہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ وضو کے بعد ڈاڑھی کا جو پانی زمین پر گرتا ہے، اسے فرشتے اٹھاتے ہیں، اور انھیں اس کے اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے، اس لئے وضو کے بعد ڈاڑھی کو ضرور پوچھ لینا چاہئے، تاکہ پانی زمین پر نہ گرے، اور اس کے اٹھانے میں فرشتوں کو زحمت نہ ہو، مگر یہ خیال بالکل غلط ہے، کسی نص سے اس خیال کی تائید نہیں ہوتی ہے، چنانچہ ایک سائل نے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ سے اسی قسم کا سوال کیا تھا، ذیل میں وہ سوال اور مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کا جواب درج کیا جاتا ہے:

سوال: ۵۷۳..... بعض کہتے ہیں کہ جب ریش (ڈاڑھی) کا پانی زمین پر گرتا ہے تو فرشتوں کو اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:...... یہ قول کہ ریش (ڈاڑھی) کا پانی گرنے سے فرشتوں کو اس کے اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے، بے اصل ہے، فقط واللہ اعلم۔(۲)

ایک قابل غور بات

ڈاڑھی کے متعلق آپ نے تفصیلات پڑھ لیں، اس کا شعائر اسلام میں سے ہونا اور ایک مشت رکھنے کا واجب ہونا نصوص سے ثابت ہو چکا ہے، مگر اس کے باوجود فی زمانہ ڈاڑھی رکھنے کو برا سمجھا جاتا ہے، اس پر طرح طرح کے فقرے کسے جاتے ہیں، جن میں سے اکثر کو ''فتاوی بزازیہ'' اور ''مالا بدمنہ'' وغیرہ میں کفریہ کلمہ قرار دیا گیا ہے، میں اس جگہ تفصیل میں جائے بغیر احسن الفتاوی سے ایک سوال اور اس کا جواب نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں، اور وہ درج ذیل ہے:

---

(۱) احیاء العلوم ۱/۱۴۴، القسم الثالث من النظافة الخ

(۲) عزیز الفتاوی ۴/۳۰، سوال نمبر: ۵۷۳

سوال: سنت نبویہ خصوصاً ڈاڑھی کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا،

الجواب باسم ملہم الصواب: کسی ادنی سے ادنی سنت کو برا سمجھنا یا اس کا مذاق اڑانا درحقیقت اسلام اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ استہزاء ہے، جس کے کفر ہونے میں کچھ شبہ نہیں، جب سنت سے استہزاء کفر ہے تو ڈاڑھی تو واجب ہے، اور شعار اسلام ہے، ایک مشت سے کم کرنا بالاجماع حرام ہے، اس کا مذاق اڑانا بطریق اولی کفر ہے:

"قال في العلائية وأما الأخذ منها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد" (در مع الشامی: ۴۱۸/۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد)

(درمختار میں ہے کہ ڈاڑھی کو اس قدر کترنا کہ وہ ایک مشت سے کم رہ جائے، جیسا کہ بعض مغربی اور مخنث کرتے ہیں، اس کو کسی نے جائز قرار نہیں دیا ہے)

اسے دوبارہ مسلمان کر کے نکاح بھی دوبارہ کیا جائے، اور اگر دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو حاکم پر فرض ہے کہ اس کے قتل کا حکم دے فقط" (۱)

---

(۱) احسن الفتاوی ۴۲/۱، کتاب الایمان والعقائد

مونچھ کترنا

مونچھ کترنا جسے عربی میں قص شارب کہا جاتا ہے یہ بھی امور فطرت میں سے ہے(۱)اور جمال وزینت میں داخل ہے،مونچھ کا نہ کترنا اور اسے یونہی بڑھتے ہوئے چھوڑ دینا جمال ونظافت کے خلاف ہے(۲)مونچھ کترنا فطرت ابراہیمی میں سے بھی ہے۔(۳)

مونچھ کترنے کے تعلق سے احادیث

ایک حدیث میں ہے کہ مونچھ بڑھانا مجوس اور عجمیوں کا فعل ہے،تم اس کی مخالفت کرو(۴)ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ کی آمد میں تاخیر ہوگئی،آپ ﷺ نے جب ان سے تاخیر کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے صحابہ طہارت ونظافت کا خیال نہیں کرتے، مسواک نہیں کرتے،ناخن نہیں تراشتے،مونچھیں نہیں کترتے،اور انگلی کے جوڑوں کو صاف نہیں کرتے،ایسی حالت میں کیسے آؤں؟(۵)ایک اور جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا الشوارب"(۶)

''بت پرستوں کی مخالفت کرو(کہ وہ ڈاڑھی مونڈتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں)تم ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ''

---

(۱) مسلم رقم الحديث:۲۶۱،باب خصال الفطرة
(۲) تفسیر خازن ۱/۷۶،سورة البقرة
(۳) شعب الايمان رقم الحديث:۸۲۷۱،حقوق الاولاد
(۴) مسلم رقم الحديث:۲۶۰،باب خصال الفطرة
(۵) مسند احمد رقم الحديث:۲۱۸۱،مسند عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہ
(۶) بخاری رقم الحديث:۵۸۹۲،باب تقليم الأظفار

مونچھ نہ کترنے پر ایک حدیث میں بڑی سخت وعید بھی آئی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"من لم یأخذ من شاربه فلیس منا" (۱)

"جو مونچھوں کو کم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ مونچھ کترو ایا کرتے تھے، اور یہ بھی فرماتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے (۲)

مونچھ کترنے کی شرعی حیثیت

انہی احادیث کی بناء پر فقہاء نے یہ صراحت کی ہے کہ مونچھ کا کترنا سنت ہے (۳) البتہ اگر دار الحرب میں کوئی مجاہد ہو تو دشمنوں پر اپنا رعب قائم رکھنے کے لئے وہ مونچھ نہ کٹائے تو اس کی گنجائش ہے۔ (۴)

مونچھ کترنے کے فوائد

مونچھیں جب بڑھی ہوئی ہونگی تو ان پر گرد وغبار جمے گے، نزلہ وزکام ہوجانے پر جب ناک کی ریزش اور اس کی آلائش کو صاف کیا جائے گا تو ان کی کچھ نہ کچھ مقدار ان بالوں سے الجھ کر رہ جائے گی، اور پینے کی چیزیں اسی گرد وغبار اور رینٹھ سے ملوث بال کو تر کر کے حلق سے نیچے اتریں گی، نیز رینٹھ وغیرہ جب مونچھوں سے الجھ کر خشک ہوجائے گی تو دھوتے وقت اس کی اچھی طرح سے صفائی کرنے میں دشواری ہوگی، جبکہ قوت شامہ کے قریب یہ ہوتے ہیں، جس سے قوت شامہ پر کتنا برا اثر پڑے گا؟ اور اس سے کیسے کیسے امراض پیدا ہونگے؟ ظاہر ہے، مونچھ کو کتر کر جدا کر دینے سے ان ساری خرابیوں سے حفاظت ہوجاتی ہے (۵)

---

(۱) السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۱۴، باب قص الشارب

(۲) ترمذی رقم الحدیث: ۲۷۶، باب ماجاء فی قص الشارب

(۳) شامی: ۶/ ۴۰۵، مسائل شتی، فصل فی البیع

(۴) حوالہ سابق

(۵) المصالح العقلیہ ص: ۳۲۶، ڈاڑھی رکھنے اور مونچھوں کے کٹوانے کی وجہ

مونچھوں کا مونڈنا

احادیث میں مونچھیں بنانے کے تعلق سے مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں، نسائی کی روایت میں لفظ حلق بھی آیا ہے، لیکن نسائی کے موجودہ نسخہ میں تلاش کے باوجود مجھے کوئی ایسی روایت نہیں مل سکی، جس میں مونچھ کے تعلق سے مونڈنے کا ذکر ہو، ہوسکتا ہے کہ ابن حجر رحمہ اللہ کے سامنے نسائی کا دوسرا نسخہ ہو، اوراس میں یہ لفظ موجود ہو، چنانچہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وردالخبر بلفظ الحلق وهي رواية النسائي"(۱)

"نسائی کی ایک روایت میں (مونچھ کا) حلق (مونڈنا) بھی مذکور ہے"

اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ لفظ حلق بھی محفوظ ہے، (۲) کسی روای کا اضافہ کردہ نہیں ہے، بلکہ خود نبی کریم ﷺ کے الفاظ میں سے ہے؛ البتہ السنن الکبری للنسائی جو موسسۃ الرسالۃ بیروت سے پہلی بار ۱۴۲۱ھ میں بارہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور جس کے محقق حسن بن عبدالمنعم شلبی ہیں، اس میں لفظ "حلق" موجود ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"الفطرة خمس... وحلق الشارب"(۳)

"امور فطرت پانچ ہیں، جن میں ایک مونچھ کا مونڈانا بھی ہے"

اسی روایت کی بناء پر بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ مونچھ کا مونڈنا سنت ہے، مجتبی نامی کتاب میں بھی امام طحاوی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کی طرف مونچھ مونڈنے کے سنت ہونے کا قول منسوب ہے (۴) مگر علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے درمختار میں اس قول کو "قیل" سے تعبیر کیا ہے، جس سے اس قول کا ضعیف ہونا معلوم ہوتا ہے، اور خود

---

(۱) فتح الباری ۱۰/۳۴۶، باب قص الشارب
(۲) حوالہ سابق
(۳) السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۹، عدد الفطرة
(۴) المنهل العذب ۱/۱۸۵، حكم قص الشارب

اسی کتاب میں مونچھ مونڈنے کو مجتبی نامی کتاب کے حوالے سے بدعت ہونے کا بھی قول نقل کیا ہے(۱) مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ نے بھی مونچھ مونڈنے کو بعض حضرات کے حوالے سے بدعت لکھا ہے۔(۲)

لیکن مونچھ مونڈنے کو بدعت کہنا صحیح معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نسائی کی روایت میں مونچھ کا مونڈنا (حلق) مذکور ہے، اور بعض جلیل القدر تابعین مثلاً حضرت عروہ، سالم، قاسم اور ابوسلمہ رحمہم اللہ کا عمل بھی مونچھوں کا منڈانا تھا(۳) نیز روایات سے ''انھکوا''، ''جزوا'' اور ''احفوا'' کے الفاظ بھی ثابت ہیں، جو مبالغہ کے ساتھ مونچھ کے بال صاف کرنے پر دلالت کرتے ہیں (۴) اور غایت مبالغہ حلق (مونڈنے) کی صورت میں واضح ہے، اس لئے بدعت کا قول قابل غور ہے۔

البتہ ایک شبہ یہاں ضرور ہوتا ہے کہ اگر شرعاً مونچھ کا منڈانا ہی مطلوب ہوتا تو اس کے لئے لفظ'' حلق'' عربی لغت میں موجود تھا، پھر بھی سوائے نسائی کی ایک روایت کے دیگر روایات میں اس کا ذکر نہ ہونا، اور اس کی جگہ پر دوسرے الفاظ (جیسا کہ بعد کی تفصیل سے معلوم ہوگا) کا استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مونچھ کا مونڈنا پسندیدہ نہیں ہے، اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے ایک مستقل باب ''باب حلق الشارب'' قائم کیا ہے(۵) اور پورے باب میں مونچھ مونڈنے (حلق) کے متعلق کوئی صریح روایت ذکر نہیں کی ہے، اگر ان کے نزدیک مونچھ مونڈنے (حلق) کے تعلق سے کوئی صریح روایت ہوتی تو اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے ضرور اسے ذکر فرماتے، ان کا اس طرح کی روایت ذکر نہ کرنا، اور ''انھکوا، جزوا اور احفوا'' وغیرہ تعبیرات والی روایت سے استدال کرنا، اور پھر بعد میں مونچھ مونڈنے کو سر کے بال کے مونڈنے کے افضل

---

(۱) درمختار مع الشامی ۶/۴۰۶، مسائل شتی، فصل فی البیع
(۲) نفع المفتی والسائل ص:۱۲۹، مایتعلق بالنوم والقیام وافعال العباد
(۳) فتح الباری ۱۰/۳۴۷، باب قص الشارب
(۴) فتح الباری ۱۰/۳۴۶، باب قص الشارب
(۵) شرح معانی الآثار ۴/۲۲۹، باب حلق الشعر

ہونے پر قیاس کرنا وغیرہ اس بات پر قوی قرینہ ہے کہ مونچھ مونڈنے کے سنت ہونے کا قول احناف کے نزدیک مرجوح ہے۔

مونچھ کترنا

مونچھ کا کترنا بھی درست ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"من الفطرة قص الشارب"(۱)

"امور فطرت میں سے مونچھ کا کترنا ہے"

مونچھ کترنے کی حد

اس میں فقہاء احناف کے تین اقوال ملتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ مونچھ کے بال اتنے کترے جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے، چنانچہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ مجتبی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"والقص منه حتى يوازى الحرف الأعلى من الشفة العليا سنة بالإجماع"(۲)

"مونچھ اس طرح کترنا کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ واضح ہوجائے، بالاجماع سنت ہے"

شوافع کے یہاں بھی یہی مختار قول ہے، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"المختار أنه يقص حتى يبدو طرف الشفة"(۳)

"ہمارے یہاں مختار قول یہ ہے کہ مونچھ اس قدر کترے جائیں کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے"

۲۔ مونچھ کو اتنا کترا جائے کہ وہ بھوں کی طرح معلوم ہونے لگے، چنانچہ فتاوی غیاثیہ میں ہے:

(۱) بخاری رقم الحدیث:۵۸۸۸، باب قص الشارب
(۲) شامی:۶/۴۰۶، مسائل شتی، فصل فی البیع
(۳) نووی مع مسلم ۳/۱۴۹، باب خصال الفطرة

"ویأخذ من شاربه حتی یصیر مثل الحاجب"(۱)

"مونچھ کو اس طرح کترے کہ وہ بھوں کی مانند بن جاوے"

۳۔ مونچھ کو اس حد تک کترا جائے کہ کھال نظر آنے لگے، اور مونڈنے جیسا معلوم ہونے لگے، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:

"لم أر عن الشافعي في ذلک شيئا منصوصا وأصحابه الذين رأيناهم کالمزني والربيع کانوا يحفون وما أظنهم أخذوا ذلک إلا عنه"(۲)

"میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کی اس بارے میں کوئی صراحت نہیں دیکھی؛ البتہ ان کے جن شاگردوں کو میں نے دیکھا ہے مثلاً امام مزنی رحمہ اللہ اور امام ربیع رحمہ اللہ وہ حضرات مونچھ بالکل پست کراتے تھے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ عمل ان سے ہی حاصل کیا ہوگا"

مونچھ کترنے کا بہتر طریقہ

اور یہی تیسرا قول بہتر اور مستحب ہے، خود امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"يستحب إحفاء الشوارب ونراه أفضل من قصها"(۳)

"مونچھ کتر کر بالکل پست کر دینا مستحب ہے، اور یہ محض کترنے سے افضل ہے"

اور اس سے کچھ آگے کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

"قصه حسن وإحفاء هذا أحسن وأفضل وهذا مذهب أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله"(۴)

---

(۱) الفتاوی الهندية: ۵/۳۵۸، الباب التاسع عشر في الختان الخ
(۲) فتح الباري ۱۰/۳۴۷، باب قص الشارب
(۳) شرح معاني الآثار ۴/۲۲۹، باب حلق الشارب
(۴) شرح معاني الاثار: ۴/۲۳۰، باب حلق الشارب

''کترنا اچھا ہے، اور بالکل پست کرنا بہتر اور افضل ہے، یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے''

اسی کے قائل اہل کوفہ، مکحول رحمہ اللہ، محمد بن عجلان رحمہ اللہ، حضرت نافع رحمہ اللہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ، ابواسید رضی اللہ عنہ وانس بن مالک رضی اللہ عنہ، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ غیرہ ہیں، (۱) حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''ایک جماعت علماء سلف کی اس طرف گئی ہے کہ مونچھوں کا منڈانا سنت ہے، لیکن اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ کتروانا سنت ہے، لیکن کتروانے میں ایسا مبالغہ ہو کہ مونڈنے کے قریب ہوجائے'' (۲)

طب جدید سے اس طریقے کی تائید

طبی نقطۂ نظر سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے، کیول فادر ایک پرتگالی سائنس داں ہے، اس کی تحقیق کے مطابق انسانی ہونٹوں میں بڑے حساس اور تیز گلینڈر ہوتے ہیں، جن کا بالواسطہ دماغ سے تعلق ہوتا ہے، اور یہی گلینڈر مرد اور عورت کے انفرادی تعلق میں رجحان بڑھاتے ہیں، اوپر کے ہونٹوں کے گلینڈر میں ایسے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں جن کے لئے بیرونی اثرات اور پانی بہت ضروری ہے، جبکہ یہ کام اگر مونچھیں ہوں تو نہیں ہوتا، کیونکہ جب مونچھیں نہ ہونگی تو اوپر کے ہونٹ پر پانی بھی لگے گا، اور بیرونی ہوائی اثرات سے بھی متاثر ہوگا، ورنہ مونچھیں پانی اور ہوا کو روکے رکھتی ہیں، اگر ان گلینڈر کو پانی اور ہوا نہ لگے تو اس سے دائمی نزلہ، مسوڑھوں کا ورم اور اعصابی کھینچاؤ پیدا ہوجاتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) شرح معانی الاثار ۲۳۱/۴، باب حلق الشارب، عمدۃ القاری ۴۴/۲۲، باب قص الشارب، فتح الباری ۳۴۷/۱۰، باب قص الشارب

(۲) خصائل نبوی ص:۱۲۹، باب حضور ﷺ کے سالن کا ذکر

(۳) سنت نبوی اور جدید سائنس: ۳۴۸/۱، مونچھیں ترشوانا

اختلاف کی وجہ

مونچھ بنانے کے تعلق سے جو اختلاف آپ نے گذشتہ سطور میں پڑھا ہے، وہ درحقیقت احادیث میں وارد ہونے والے مختلف الفاظ کی بنا پر ہوا ہے، ذخیرۂ احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ مونچھ بنانے کے تعلق سے احادیث میں سات الفاظ آئے ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ **جزوا:** جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جزوا الشوارب وأرخوا اللحى خالفوا المجوس" (۱)

''مونچھیں پست کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو''

۲۔ **انهكوا:** یہ لفظ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں منقول ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انهكوا الشوارب وأعفوا اللحى" (۲)

''مونچھوں کو اچھی طرح پست کرو، اور داڑھی بڑھاؤ''

۳۔ **احفوا:** یہ لفظ بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے بخاری شریف میں منقول ہے، وہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا الشوارب (۳)

''مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو،''

۴۔ **قص:** یہ لفظ تو اکثر روایات میں آیا ہے، مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے جو نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"من الفطرة قص الشارب" (۴)

---

(۱) مسلم رقم الحديث: ۲۶۰، باب خصال الفطرة

(۲) بخاری رقم الحديث: ۵۸۹۳، باب اعفاء اللحى

(۳) بخاری رقم الحديث: ۵۸۹۲، باب تقليم الأظفار

(۴) بخاری رقم الحديث: ۵۸۸۸، باب قص الشارب

''خصال فطرت میں سے مونچھ کترنا ہے''

۵۔ **اخذ:** یہ لفظ بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نسائی میں منقول ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''الفطرة قص الأظفار وأخذ الشارب وحلق العانة''(۱)

''ناخن تراشنا، مونچھ لینا، اور موئے زیر ناف مونڈنا امور فطرت میں داخل ہے''

۶۔ **تقصیر:** یہ لفظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نسائی میں منقول ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''خمس من الفطرة : الختان وحلق العانة ونتف الضبع وتقليم الظفر وتقصير الشارب''(۲)

''پانچ امور فطرت کے قبیل سے ہیں: ختنہ کرانا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھ کا کم کرنا''

۷۔ **حلق:** (مونڈنا) یہ لفظ بھی نسائی میں ہے، جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے۔(۳)

انہی سات مختلف الفاظ کے مفہوم ومراد کو متعین کرنے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا، جس کی وجہ سے وہ اختلافات ہوئے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، گویا اختلاف کی بنیاد نصوص میں آنے والے مختلف الفاظ ہیں۔

لب کے دونوں کناروں کا حکم

لب کے دونوں کنارے جنھیں عربی میں ''سبالتین'' کہا جاتا ہے، اس کے متعلق فقہاء کا اختلاف یہ ہے کہ یہ مونچھ میں داخل ہے، یا ڈاڑھی میں؟ جنھوں نے اسے مونچھ کا جزء

(۱) سنن النسائی رقم الحدیث:۱۲، حلق العانة
(۲) سنن النسائی الکبری رقم الحدیث:۹۲۴۴، باب الفطرة
(۳) فتح الباری ۳۴۶/۱۰، باب قص الشارب

قرار دیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ جس طرح مونچھ کاٹی جائے، اسی طرح لب کے یہ دونوں کنارے بھی کاٹے جائیں گے، اور جن حضرات کے یہاں یہ ڈاڑھی میں داخل ہے، ان کا کہنا ہے کہ جس طرح ڈاڑھی کاٹنا درست نہیں ہے، اسی طرح لب کے دونوں کناروں کو کترنا درست نہیں ہے (۱) بعض حضرات نے لب کے دونوں کناروں کو یونہی چھوڑے رکھنے کو مذموم قرار دیا ہے، اور انہوں نے کاٹ ڈالنے کی تاکید کی ہے، ان حضرات کا استدلال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہے، جس میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے مجوس کے متعلق ذکر آیا کہ وہ لب کے دونوں کناروں کو بڑھاتے ہیں اور ڈاڑھی کو مونڈتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس کی مخالفت کرو، یہی وجہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ لب کے دونوں کناروں کو کاٹ دیا کرتے تھے (۲) مگر محققین کا کہنا ہے کہ لب کے کناروں کو نہ کٹانے اور اسے یونہی چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہے، نہ اس سے منہ ڈھکتے ہیں، نہ کھانے پینے کی چیزیں ان سے الجھتی ہیں، جو نظافت کے خلاف ہو، امام غزالی رحمہ اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے (۳) علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے غرائب کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض اسلاف لب کے دونوں کناروں کو چھوڑ دیا کرتے تھے، کاٹتے نہ تھے (۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو لب کے دونوں کنارے بڑھانے کا حکم دیا گیا تھا، ان کے الفاظ یہ ہیں:

"کنا نومر أن نوفی السبال" (۵)

"ہم کو لب کے کنارے بڑھانے کا حکم دیا جاتا تھا"

اور لفظ "امر" آپ ﷺ کے ارشاد کی طرف مشیر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود

---

(۱) حوالہ سابق

(۲) حوالہ سابق: ۴۲۶/۱۰، باب قص الشارب

(۳) احیاء العلوم ۱۴۰/۱، القسم الثالث من النظافة الخ

(۴) شامی: ۴۰۷/۶، مسائل شتی، فصل فی البیع

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۵۵۰۴، ما یومر به الرجل من اعفاء اللحیة والاخذ من الشارب

آپ ﷺ نے اس کے چھوڑنے اور نہ کاٹنے کی تاکید صحابہ کرام کو کی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی لب کے دونوں کنارے نہیں کاٹتے تھے(۱) اور جب غصہ میں آتے تو:

"فتل شاربه"(۲)

"اپنی مونچھ پر تاؤ دیتے تھے"

اسی وجہ سے علامہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل نمونہ ہے، اس لئے لب کے دونوں کناروں کو کاٹنا مناسب نہیں ہے(۳) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ دونوں کناروں کے بال نہ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس زمانہ کے معتمد علماء کا عمل اسی پر ہے کہ وہ لب کے دونوں کنارے باقی رکھتے ہیں۔(۴)

لب کے دونوں کنارے کاٹنے کی حد

قول محقق تو یہی ہے کہ لب کے دونوں کناروں کے بال کاٹنا ضروری نہیں ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم واسلاف کے عمل سے ان کے چھوڑنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی کاٹنا چاہے تو انہیں کس حد تک کاٹے؟ اس سلسلے میں کوئی صریح روایت نہ مل سکی، البتہ اس کی اتنی مقدار لے لی جائے جس سے کھانے پینے کی اشیاء ان سے نہ الجھ سکے:

"وأما الحد من الطرفين فلم يثبت وتوخذ بقدر مالا توذى عندالأكل والشرب"(۵)

"لب کے دونوں کناروں کے بال کاٹنے کی حد کسی روایت سے ثابت نہیں ہے، ہاں اس کی اتنی مقدار ضرور کاٹ دی جائے جس سے کھانے پینے میں تکلیف نہ ہو"

---

(۱) فیض الباری ۱۴۶/۷، باب قص الشارب
(۲) فتح الباری ۳۴۹/۱۰، باب تقلیم الأظفار
(۳) فیض الباری ۱۴۶/۷، باب قص الشارب
(۴) اشعة اللمعات ۲۱۲/۱، باب السواک
(۵) العرف الشذی مع الترمذی ۶۱/۴، باب تقلیم الاظفار

مونچھ بنانے کا طریقہ

جب مونچھ تراشنے کی ابتداء کرے تو اسے دائیں طرف سے تراشے، ایسا کرنا مستحب ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ویستحب أن یبدأ بالأیمن" (۱)

''مونچھ کاٹنے کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا مستحب ہے''

اسے قینچی سے تراشے، دانتوں کے ذریعہ کترنا مناسب نہیں ہے۔ (۲)

مونچھ کتنے وقفہ سے بنائے؟

ہفتہ میں کم از کم ایک بار مونچھوں کو کتر لینا چاہئے، کیونکہ اس سے زیادہ تاخیر کرنے میں بدنما معلوم ہوتا ہے (۳) اور بہتر یہ ہے کہ اس عمل کو جمعہ کے دن انجام دیا جائے، کیونکہ اس دن کو دیگر ایام پر خاص فضیلت حاصل ہے، حدیث میں جمعہ کے دن کو سید الایام کہا گیا ہے (۴) اس لئے اچھی ہیئت کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے حاضر ہونا چاہئے، آپ ﷺ کا معمول تھا:

"کان یأخذ أظفاره و شاربه کل جمعة" (۵)

''آپ ﷺ ہر جمعہ کو ناخن تراشتے اور مونچھ بناتے تھے''۔

لیکن جمعہ کے دن جمعہ کے نماز سے پہلے مونچھ بنالیا کرے، آپ ﷺ کا معمول یہی تھا، (۶) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (۷)

---

(۱) مرقاۃ ۱/۳۹۷، باب السواک

(۲) فتح الباری ۱۰/۳۴۸، باب قص الشارب

(۳) کشاف القناع ۱/۷۷، فصل الامتشاط والادھان

(۴) ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۰۸۴، باب فی فضل الجمعة

(۵) شرح السنة للبغوی رقم الحدیث: ۳۱۹۷، باب التوقیت فی تقلیم الاظفار وقص الشارب

(۶) مرقاۃ: ۲۸۱۶/۷، باب الترجل

(۷) معرفة السنن والاثار رقم الحدیث: ۶۶۵۹، باب الهیئة للجمعة

تاخیر کرنے کی آخری حد

بعض احادیث میں مونچھ بنانے میں تاخیر کرنے کی آخری حد چالیس دن بتائی گئی ہے، اس کے بعد تاخیر کرنے کی گنجائش نہیں ہے(۱) اگر کوئی اس کے بعد بھی تاخیر کرتا ہے تو وہ مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔(۲)

مونچھ بنانے میں مدد

اگر مونچھ خود سے اچھی طرح بنا سکتا ہو تو بہتر ہے کہ خود بنائے، اور اگر خود سے اچھی طرح نہ بنا سکتا ہو، بلکہ ایسا بھدا بن جاتا ہو کہ دیکھنے والوں کو برا معلوم ہونے لگے یا آئینہ موجود نہ ہو تو نائی وغیرہ سے بھی مونچھ بنوا سکتا ہے(۳) کیونکہ مونچھ بنانے میں دوسروں سے مدد لینا مروت کے خلاف نہیں ہے، جیسا کہ بغل کے بال کی صفائی میں دوسروں سے مدد لینا مروت کے خلاف ہے(۴) آپ ﷺ نے بھی دوسروں سے اپنی مونچھ بنائی ہے، حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أن حجاما أخذ من شارب النبی ﷺ فرأی شیبة فی لحیته فأهوی إلیها فأخذ النبی ﷺ بیده وقال من شاب شیبة فی الإسلام کانت له نورا یوم القیامة" (۵)

"ایک نائی آپ ﷺ کی مونچھ بنا رہا تھا کہ اس نے آپ ﷺ کی ڈاڑھی میں سفید بال دیکھ کر اسے جدا کرنا چاہا، تو آپ ﷺ نے اسے روکا، اور فرمایا: جس کے بال حالت اسلام میں سفید ہوئے تو قیامت کے دن وہ اس کے لئے نور ہوگا"

اس لئے علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(۱) زاد المعاد ۱/۱۷۲، فصل فی هدیه ﷺ فی قص الشارب
(۲) شامی ۶/۴۰۶، مسائل شتی، فصل فی البیع
(۳) فتح الباری ۱۰/۳۴۸، باب قص الشارب
(۴) فتح الباری ۱۰/۳۴۸، باب قص الشارب، عمدة القاری ۲۲/۴۵، باب قص الشارب
(۵) مصنف ابن ابی شیبه رقم الحدیث: ۲۵۹۵۲، فی نتف الشیب

"وهو مخير بين القص بنفسه وبين أن يولي ذلك غيره لحصول المقصود"(۱)

''مونچھ تراشنے میں اختیار ہے،خواہ خود تراشے یا دوسروں سے ترشوائے، کیونکہ مقصود (مونچھ کا بنانا) دونوں صورتوں میں حاصل ہوجاتا ہے''۔

بال کودفن کردے

مونچھ کے کترے ہوئے بال کو احتیاط سے جمع کر کے کسی پاک جگہ پر دفن کر دینا چاہئے، کیونکہ یہ جزو انسان ہونے کی وجہ سے لائق تکریم ہے،اور ادھر ادھر ڈال دینا تکریم کے خلاف ہے، نیز ان بالوں پر جادو کا اثر بھی جلد ہوجاتا ہے،اس لئے اس لحاظ سے بھی احتیاط کا تقاضا ہے کہ اسے دفن کر دیا جائے (۲) حمام، بیت الخلاء یا اس جیسی ناپاک جگہ پر ڈال دینے سے بیماری کا بھی اندیشہ ہے، اس لئے فقہاء ان جگہوں پر بالوں کو ڈالنا مکروہ قرار دیتے ہیں۔(۳)

(۱) عمدۃ القاری ۲۲/ ۴۵،باب قص الشارب
(۲) فتح الباری ۱۰/ ۳۴۵،باب قص الشارب
(۳) مرقاۃ ۷/ ۲۸۱۵،باب الترجل

مونچھ کے کچھ اور احکام

وضو میں مونچھ کا دھونا

مونچھ کے بال اگر گھنے ہوں، اندر کی کھال نظر نہ آتی ہو تو وضو میں صرف بال کا دھولینا کافی ہے، اندر کھال تک پانی کا پہونچانا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر بال گھنے نہ ہوں، اور اوپر سے کھال نظر آتی ہو تو اندر کھال تک پانی پہونچانا ضروری ہوگا، چنانچہ برہان میں ہے:

"یجب غسل بشرة لم یسترها الشعر کحاجب وشارب
(در) قوله لم یسترها الشعر أما المستورة فساقط غسلها
للحرج"(۱)

''اگر بھوؤں اور مونچھ کے بال سے کھال نہ ڈھکی ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے، اور اگر ڈھک گئی ہو تو وہاں تک پانی پہونچانا چونکہ باعث حرج ہے، اس لئے کھال کا دھونا ضروری نہیں ہے''

البتہ اگر مونچھ کے بال گھنے ہوں اور اتنے بڑھ گئے ہوں کہ ہونٹوں کا کنارہ بھی ان سے پوری طرح چھپ گیا ہو تو اندر تک پانی چونکہ انگلیوں سے خلال کے بغیر نہیں پہونچ سکے گا، اس لئے خلال کرنا ضروری ہوگا، تاکہ پانی ہونٹ کے کنارے تک پہونچ جائے، چنانچہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فتاوی سراجیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"تخلیل الشارب الساتر حمرة الشفتین واجب"(۲)

''مونچھ کے بال سے اگر ہونٹ کے کنارے کی سرخی چھپ جائے تو (انگلیوں سے) خلال کرکے اس تک پانی پہونچانا ضروری ہے''

---

(۱) شامی: ۱۰۱/۱، ارکان الوضوء (۲) حوالہ سابق

مونچھ کا غسل میں دھونا

حضرت ابو ہریرہ﷛ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

إن تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر وأنقوا البشر (١)

''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے، لہذا بال اور کھال کو اچھی طرح دھویا کرو''

اور حضرت علی﷛ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''من ترک موضع شعرة من جنابة لم يغلسها فعل بها كذا وكذا من النار'' (٢)

''جو غسل جنابت میں ایک بال بھی دھونا چھوڑ دے گا تو اسے جہنم میں سخت سزا دی جائے گی''

یہ اور ان جیسی دیگر احادیث کی بناء پر فقہاء کا کہنا ہے کہ غسل جنابت میں مونچھ کے اندر تک پانی پہونچانا ضروری ہے، خواہ مونچھ گھنی ہو یا ہلکی، بہرصورت کھال تک پانی پہونچانا ضروری ہے، چنانچہ درمختار اور شامی میں ہے:

''ويجب أي يفرض غسل كل ما يمكن من البدن بلا حرج مرة كأذن وسرة وشارب (در) وإن كثف بالإجماع'' (٣)

''کان، ناف اور مونچھ وغیرہ بدن کے ایسے اعضاء ہیں جن کا بلا مشقت غسل میں دھونا ممکن ہے، لہذا ایسے اعضاء کا ایک بار دھونا بالاتفاق ضروری ہے، خواہ مونچھ کے بال گھنے ہی کیوں نہ ہوں''

وضو وغسل کے بعد مونچھ کاٹنا

مناسب تو یہ ہے کہ پہلے مونچھ بنالیا کرے پھر وضو یا غسل کرے، لیکن اگر کسی نے

---

(١) ابوداؤد رقم الحديث: ٢٤٨، باب في الغسل من الجنابة

(٢) حوالہ سابق رقم الحديث: ٢٤٩

(٣) شامي ١/ ١٥٢، فرض الغسل

پہلے وضو یا غسل کر لیا اور بعد میں اپنی مونچھ کتری تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، مونچھ کاٹنے کے بعد نہ تو اس جگہ کا دھونا ضروری ہے، اور نہ ہی وضو اور غسل کا اعادہ لازم ہے(۱) کیونکہ مونچھ کے کترنے سے کئے ہوئے وضو وغسل پر کوئی اثر نہیں پڑا، وہ تو جوں کا توں باقی ہے، یونس بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مونچھ کے بال کترنے سے تو مزید طہارت ہی حاصل ہوئی ہے، لہٰذا کترنے کے بعد اس مقام کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

معتکف کا مونچھ بنانا

اگر اعتکاف کی حالت میں کوئی شخص اپنی مونچھ کترے، اور ظاہر ہے کہ وہ اپنے اس عمل کو مسجد ہی میں انجام دے گا، تو اس کا حالت اعتکاف میں مسجد ہی میں اپنی مونچھ تراشنا درست ہے، البتہ اس بات کا خیال رہے کہ بال ادھر ادھر نہ گرے، اور مسجد بالوں سے ملوث نہ ہو، سارے بالوں کو چن کر جمع کر لیا جائے اور انھیں مسجد سے باہر دفن کر دیا جائے، تاکہ مسجد کی حرمت واحترام میں کوئی فرق نہ آئے، حالت اعتکاف میں مونچھ بنانے پر اگرچہ کوئی صریح دلیل نہیں ہے، تاہم نبی کریم ﷺ سے اعتکاف کی حالت میں مونچھ کا نہ بنوانا منقول نہیں ہے، اور نہ ہی آپ ﷺ نے اس حالت میں مونچھ بنانے سے روکا ہے، لہٰذا اصل تو اس کا مباح ہونا ہی ہے، جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے، اور دلیل اس کے خلاف ہے نہیں، اس لئے معتکف کے لئے مسجد میں مونچھ بنانا درست ہے۔(۳)

قربانی کرنے والے کا مونچھ بنانا

جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو، تو بہتر ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آ جانے کے بعد سے قربانی کرنے تک اپنی مونچھ نہ بنائے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) درمختار مع الشامی ۱/۱۰۱، ارکان الوضوء

(۲) المغنی ۱/۸۷، تقدیم النیة علی الطھارة

(۳) موسوعہ ۲۵/۳۲۴، أخذ المعتکف من شاربه

"إذا رأيتم هلال ذی الحجة وأراد أحدكم أن يضحی فليمسک عن شعره وأظفاره"(۱)

''جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تمہیں قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو بال اور ناخن نہ کاٹا کرو''

احرام کی حالت میں مونچھ بنانا

احرام کی حالت میں چونکہ بدن کے کسی بھی حصہ کا بال کاٹنا ممنوع ہے، قرآن پاک میں سر کے بال مونڈنے کی صراحۃً ممانعت آئی ہے:

"ولاتحلقوا رؤوسكم"(۲)

''اور اپنے سر کے بال نہ منڈاؤ''

اسی بناء پر فقہاء لکھتے ہیں کہ سر کے علاوہ دیگر اعضاء کے بال کاٹنے کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے نہ کاٹا جائے، لہذا مونچھ کو بھی اس حالت میں تراشنا درست نہیں ہے۔(۳)

میت کی مونچھ بنانا

مونچھ کے بال کترنا چونکہ ایک قسم کی زینت ہے، جو زندہ افراد کے لئے تو موزوں ہے، لیکن مردوں کے لئے اس کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کسی کا انتقال خواہ احرام کی حالت میں ہوا ہو، یا عام حالت میں، بہرحال اس کی مونچھ اپنے حال پر رہنے دی جائے، خواہ وہ بڑی ہی کیوں نہ ہوں، کاٹنا ان کا مکروہ ہے۔(۴)

---

(۱) مسلم رقم الحدیث: ۱۹۷۷، باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ
(۲) البقرہ: ۱۹۶
(۳) شامی: ۲/ ۵۵۰، باب الجنایات فی الحج
(۴) موسوعہ ۲۵/ ۲۲۴، الاخذ من شارب المیت